حضرت مولانا سید ابو عبد اللہ الحسینؒ شہنشاہ قادری قدس اللہ سرہٗ

کا

شعری مجموعہ

موسوم بہ

نغمۂ محبت

مرتبہ

سید غوث علی سعید حسینی القادری احمد حنبلی مدظلہ العالی

ناشر

ریاض مدینہ پبلی کیشنز

مصری گنج، حیدرآباد

نام کتاب	:	**نغمۂ محبت**
کلام	:	حضرت سید ابو عبد اللہ الحسینی شہنشاہ قادری مدظلہ العالی
مرتب	:	ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی
سن اشاعت	:	۱۴۲۸ھ م ۲۰۰۷ء
قیمت	:	60/روپے
کمپیوٹر کتابت	:	ممتاز کمپیوٹرس' 20-3-866 رحیم منزل' شاہ گنج' حیدرآباد۔2
طباعت	:	یا یگی پرنٹرس' قاضی پورہ' حیدرآباد
باہتمام	:	محی اکیڈمی' قاضی پورہ' حیدرآباد۔ سیل: 9966345145
ناشر	:	ریاض مدینہ پبلی کیشنز' قاضی پورہ' حیدرآباد
ملنے کے پتے	:	a درگاہ حضرت خواجہ محبوب اللہ' قاضی پورہ' حیدرآباد
		a محی ٹریڈرس' متصل پنجاب بیکری' نامپلی' حیدرآباد

This book will be available Online at
www.rmp.mahbooballah.com

فہرست

پیش لفظ

الحمد لله رب العلمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا شفیعنا ومحبوبنا محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین ۔

امابعد! شعر وشاعری عقیدت وجذبات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ہر دور میں ایسے آئینے سجائے گئے۔ حدیث پاک میں اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً سے ایسی کوشش کو سراہا گیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت حسان کی تعریف فرما کر نعت گوئی پر داد وتحسین کی مہر ثبت فرمائی۔ اسی لئے اکثر بزرگان سلف نے شعر وشاعری کو اپنا مشغلہ بنا رکھا اور اس کے متبعین اور ہم غلام بھی شعر وشاعری کو اپنی روح کی بالیدگی کا سبب سمجھتے ہیں۔ شاعری کر کے فرحت قلب محسوس کرتے ہیں اس سے اپنے عشق وایمان کو جلا دیتے ہیں۔ اپنے ربط اور عقاید کا اظہار کرتے ہیں اپنے قلبی ولولوں کو اپنے میاں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ شاعری خیال کا انہماک طلب کرتی ہے۔ اور مذہب اسلام بھی عبادت میں انہماک کا طلبگار ہے۔ نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے شاعری خیال یار میں کھو جانے کی عادت ڈال دیتی ہے۔ یہ بھی کا تجربہ ہے کہ محبت میں کھو جانے ہی سے عشق میں تموج آتا ہے۔ اس لئے ذوق محبت ذوق شاعری پیدا کر دیتا ہے۔ ذوق فطرت انسانی میں داخل ہے برائی کی طرف لے جاؤ تو برا ہو گا' گناہ ہو گا۔ اچھائی کی طرف لے جاؤ تو خوبیاں دکھائے گا اس کے لئے کرم کے دروازے کھولے گا۔ اس طرح ذوق شاعری اصل خوبی انہماک کا ایک ذریعہ ہے۔

ہماری شاعری کی اصل غرض یہ ہے کہ ہم کو ہمارے محبوب کا کرم مطلوب ہے۔ کبھی ہم حصول مقصد کے لئے شاعری میں التجائے کرم کرتے ہیں کبھی محبوب کی تعریف کبھی محبوب کے محبوبین کی تعریف کبھی محبوب کے مکان کی تعریف کبھی محبوب کے اوصاف کا بیان۔ بہر پہلو محبوب کا کرم مطلوب ہے یہی ہماری شاعری کا خلاصہ ہے۔

اس خاکسار راچیز شاعر کا معاملہ یہ ہے کہ یہ پروردۂ شہزادگاں خواجہ محبوب اللہ سرکار رہا ہے۔ جد امجد پیر و مرشد حضرت سیدی یحییٰ بادشاہ قبلہ کے وصال کے وقت یہ جامعہ نظامیہ میں مولوی کی جماعت میں زیر تعلیم تھا گویا اس وقت بھی یہ حضرت کے ارشادات کو کچھ سننے اور سمجھنے کے قابل تھا۔ پھر حضرت کے صاحبزادگان کی صحبت فیض اثر نے اس کے دل و دماغ کو معطر کیا۔ جب یہ نظامیہ کی چھٹی جماعت میں تھا وہیں سے حضرت علامہ مفتی اشرف علی اشرف سابق مفتی صدارت العالیہ حیدرآباد کی شاگردی نے عروض کا ذوق پیدا کیا۔ مگر حضرت کی گوناگوں مصروفیت کی وجہ سے ابتدائی کلام استاد سخن میر یاور علی خنجر کو دکھانا پڑا یہ نہ صرف اپنے فن پر عبور رکھتے تھے بلکہ یہ بھی حضرت یحییٰ قدس سرہ کے دامن کے وابستہ اور عاشق پیر تھے یہیں سے دوآتشہ شراب محبت ملنی شروع ہوئی۔ بعد میں کبھی حضرت علامہ اشرف علی اور کبھی نقیب الاسلام حضرت کامل شطاری سے فن سخن کی جلا ملتی رہی یہ دونوں حضرات نہ صرف اصلاح کلام کرتے رہے بلکہ مرے سرکاروں سے میری محبت و عقیدت کے بڑھاوے کا راستہ بھی مجھے دکھاتے رہے۔ اللہ پاک ان کے مزارات پرانوار کی بارش میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

بزرگوں کی صحبت ہی نے دوئی کے راستے روک دئے۔ مدینہ پاک کی تعریف کو بھی نعت سمجھتا رہا۔ سرکار مدینہ کے محبوبین کی تعریف کو بھی ان کے بنانے والے سرکار یعنی سرکار مدینہ کی تعریف جانتا رہا اس لئے میرے کلام میں نعت و مدحت مخلوط ملے گی۔

ذوق سخن نے عشقیہ کلام کا چسکہ بھی لگایا۔ اس کی توضیح صرف میرے ذہن و فکر میں پوشیدہ ہے۔ پڑھنے اور سمجھنے والے ان اچھا یا برا جو چاہیں مطلب سمجھیں یہ ان کی مرضی۔ مری دعا یہ ہے کہ اللہ پاک ان اشعار و غزلیات کے پڑھنے والوں کو عقیدت کی خوبیاں عطا کرے اور ان کے جذبہ محبت کا صدقہ شاعر کو بھی عطا کرے۔ آمین۔

المرقوم ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ ھ م	سید ابو عبد اللہ الحسینی
۲۴ نومبر ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ	(شہنشاہ قادری)

نہ میں نہ میری کوئی حقیقت وجود تیرا جمال تیرا
ہر اک کو حیران کر رہا ہے کمال اے باکمال تیرا

کسے کسے میں گلے لگاؤں کسی سے کیسے میں خوف کھاؤں
ترے ہی جلوے ہیں یہ بھی وہ بھی جمال تیرا جلال تیرا

مئے محبت کا جوش ہوں میں مسرت دل فروش ہوں میں
مری کمائی مرا خزانہ تری محبت خیال تیرا

نگاہ اونچی رہے شہنشا کرم میں انکے کمی نہیں ہے
فقیر دربار غوث ہے تو رہے نہ چھوٹا سوال تیرا

■■■

چاہنے والوں سے پوچھو کیا ہے چاہت کا مزا
جاننے والے ہی جانیں اس عبادت کا مزا

قسمتِ صدیق ہے اور قسمتِ فاروق ہے
لے رہے ہیں آج تک دونوں رفاقت کا مزا

کہدیا عثمان نے تاجِ نیابت ہے عزیز
لینے والو لے لو تم میری شہادت کا مزا

لوٹتے ہی جا رہے ہیں آج تک سادات سب
یا علیؑ مرتضیٰ تیری قرابت کا مزا

اس میں کیا شک یوں تو ہیں سارے صحابہ کا نجوم
سب کی قسمت میں نہیں دس کی بشارت کا مزا

آ رہے ہیں پاس تیرے ابنِ خطاب ولی
اے اویسی شوق لے تو اپنی چاہت کا مزا

وہ لنا کے نون والی بات اب تک یاد ہے
بھول جانا بھول ہوگی اس ظرافت کا مزا

اک صحابی کا عمل ہے شرک ہے نہ کفر ہے
گونجی ہے انکی اذان لے کر شباہت کا مزا

ساتھ تھے سبطِ نبی حسنِ وفا تھا جوش پر
کربلا میں خاص تھا شوقِ شہادت کا مزا

فرزدق سمجھا رہے ہیں بادشاہ وقت کو
عظمتِ آلِ نبی سے ہے عبادت کا مزا

نامِ خواجہ میں محمد بھی ہے اور صدیق بھی
ہے یہاں بھی دو رفیقوں کی رفاقت کا مزا

عرس واثق کہہ رہا ہے دے کے اک واثق دلیل
لوٹو لوٹو عرس دادا پیر حضرت کا مزا

تیری خاطر آ رہے ہیں وہ شفیع المذنبین
فکرِ عصیاں لوٹ لے اپنی ندامت کا مزا

میرا دل ہی جانتا ہے سب کی ایسی حس کہاں
میرے یحییٰ سے شہنشا میری نسبت کا مزا

■■■

❀

میں وہ عاصی ہوں وہ خادم ہوں اک ایسے مہرباں کا

کرم کو جن کے کافی ہے اک آنسو بھی پشیماں کا

علیؑ مرتضٰی مشکل کشا جانِ سلاسل ہیں

نظر آئے وہی مسند نشیں جس بزم میں جھانکا

انہیں اک چور کو ابدال کر دینا بھی آساں ہے

کہاں سے لائے گا کوئی کرم میرے مہرباں کا

وہی قاضی پورہ میں ہے جو رہتا ہے مدینہ میں

یہاں بھی ہے وہی بانکا وہاں بھی ہے وہی بانکا

خرد والوں کی نظریں دیکھیں گی الفاظ کو خالی

نظر والوں سے پوچھو مرتبہ انکے ثنا خواں کا

وہ جس محفل میں جائے صدرِ محفل بن کے رہتا ہے

شہنشاہ ٹھاٹ تو دیکھو ذرا آقا کے درباں کا

■■■

کیوں بھٹکتے ہو اس طرح دردر کیا پتہ ہے تمہارے مکاں کا
آؤ آؤ ہے خواجہ ہمارا یہ سالار ہر کارواں کا

کیوں نہ ہر روز روز خوشی ہو ساتھیو قادری کارواں کا
یہ مہینہ ہے ماہ ولادت کیسے کیسے سخی میہماں کا

انکی بیکس نوازی کے قرباں انکی بندہ نوازی کے صدقے
ٹیکنا ہے سر عجز اپنا دیدنی ہے کرم مہرباں کا

قادری مے کے میخوار ہیں ہم بندۂ خواجہ سرکار ہیں ہم
دو دو ہاتھوں سے لوٹیں گے صدقہ غوث اعظمؒ کا خواجہ میاں کا

اس میں انوار ہیں مصطفیٰ کے یہ ضیا پاش فضل وکرم ہے
چاند کا چاند ہے چاند میرا' چاند کیا چیز ہے آسماں کا

فکر کی بات کیا ہے شہنشاہ اپنا ہر کام اچھا ہی ہوگا
ان کے ذمے ہیں سب کام اپنے ہے خیال انکو سود زیاں کا

■■■

قبلہ عالم نام ہے میرے خواجہ میاں سرکار کا
ناز بجا ہے خادم ہوں میں کیسے بڑے دربار کا

تیری بلائیں ٹل جائینگی مجھ کو فدا ہوجانے دے
آج کم از کم پورا کردے شوقِ دل بیمار کا

نہریں ہوں گی باغ بھی ہونگے مجھ کونہیں خواہش انکی
ایسی جنت میں رکھ یا رب ساتھ جہاں ہو یار کا

میری محبت دیکھ کے آؤ میری حقیقت کچھ ہی سہی
مجھ کو بنادے گا خود قابل شوق میرا دیدار کا

زلف معنبر کی بو مہکی کون یہ چھپ کر آیا ہے
دیکھو کس پردہ میں چھپا ہے روپ مرے سرکار کا

تارِ محبت کو مت چھیڑو سازِ جنوں چھڑ جائے گا
گھنگرو باندھے بیٹھا ہے سودائی زلفِ یار کا

اصل میں میرے خواجہ میاں ہیں عبد القادر جیلانی
نام جدا ہے، روپ وہی ہے بغدادی سرکار کا

ایک نیام کی دو تلواریں خواجہ میاں اور یحییٰ میاں
روپ ہیں دونوں پیارے نبیؐ کے ابروئے خمدار کا

آج پہن لے او شہزادے میری تمناؤں کے پھول
گوند کے لایا ہوں میں گجرا تیرے لئے اشعار کا

انکی بلائیں لیتا رہوں گا چھپ چھپ کر پلکوں سے ہی
دل میں شہنشاؔ جوش بپا ہے خواجہ میاں کے پیار کا

■■■

فیض ہے عام گدا پرور کا
ہے مزا آج فقیرِ در کا

بادشاہوں کی بھی پروا نہ کروں
جھاڑو بردار ہوں انکے در کا

اللہ اللہ رے نسبت کا سرور
بچہ بچہ ہے مگن اس گھر کا

جسکی نگرانی ہو ان کے ذمہ
بال بیکا نہو اس مچھر کا

آپ جب تک نہ مدینہ بھیجیں
بوجھ اترے گا نہ میرے سر کا

دل سے یا پیر پکارو تو سہی
دیکھنا زور پھر اس منتر کا

جو بھی کہدوں میں شہنشا مانو
آشنا ہوں میں کسی تیور کا

■■■

جس نے پکڑا پھر نہ چھوڑا سنگ در دربار کا
کیا سہانہ آستانہ ہے مرے سرکار کا

صورتِ خواجہ میں جلوے ہیں رسول اللہ کے
ہند میں یوں فیض جاری ہے شہ ابرار کا

غوث اعظم محبوب اللہ اور نائبِ رسول
مرتبہ سمجھا نہیں کوئی میرے سرکار کا

ان کے بھرے ہی پہ دیکھو جی رہا ہوں شان سے
کیا بتاؤں کیا کرم ہے مجھ پہ میرے یار کا

قبلۂ عالم تمہارے گرد پھرنے دو مجھے
دل میں ارماں ہے کہ بس صدقہ اتاروں یار کا

دو قدم تکلیف کیجئے وقت آخر سیدی
خاتمہ بالخیر ہوجائے گا اس بیمار کا

میں نے اپنی عمر کاٹی آستاں پر آپ کے
اب تو آجاؤ نظر حق ہے مجھے دیدار کا

گر قبول افتد زہ عز و شرف یا سیدی
خدمت عالی میں نذرانہ ہے یہ اشعار کا

اس فقیرِ بے نوا کو دینے والا کون ہے
اس کو بس اک آسرا ہے آپ کے دربار کا

کہہ رہا ہے حضرت فائق کا جدہ میں قیام
آپ باٹیں گے تصدق سید ابرار کا

بوئے محبوب خدا سے ہو معطر کائنات
خوب مہکے یا خدا ہر پھول اس گلزار کا

چار شہزادے تحی واثق ذکی و برق ہیں
کیوں کہ ہے نام محمد چار حرفی۔ یار کا

عکس کی تعریف بھی تو شخص کی تعریف ہے
وصف شہزادوں کا گویا وصف ہے سرکار کا

آج ہوجائے شہنشاہ پر عنایت کی نظر
یہ بھی اک ادنیٰ گدا ہے آپ کے دربار کا

لوٹنے والے شہنشا انکے در کی خاک پر
نام بھی لیتے نہیں ہیں گلشن و گلزار کا

■■■

طالب ہوں میں کب سے مرے سرکار عطا کا
کچھ پاس رہے اپنے غلاموں کی صدا کا

آنکھوں میں اگر میری سما جائینگے سرکار
پلکوں سے اتارا کروں صدقہ کف پا کا

شکرانے کے پڑھتا رہوں تا عمر دوگانے
بنجاؤں اگر آئینہ محبوب خدا کا

اللہ تعالی نے ید اللہ کہا ہے
سایہ ہے مرے سر پہ اسی دست عطا کا

معراج میں نعلین قدم بوس رہے ہیں
وہ عرش عُلا پر ہے جو ہے صل علی کا

بغداد کے سرکار سنبھالیں تو سنبھالیں
دنیا ہے کہ اک معرکہ ہے خوف ورجا کا

ہر سانس سے جاری رہے یا غوث شہنشا
یوں درس لیا کیجیے فنا اوربقا کا

■■■

کسی کا کوئی اور کوئی کسی کا
علیؑ میرے ہیں اور میں ہوں علیؑ کا

رنگوں میں رنگ بس مولا علی کا
ہے جس کے سامنے ہر رنگ پھیکا

عمل بد نام ہے نا حق ہمارا
ارادہ پر بھی ہے قبضہ کسی کا

ہوں اپنے تنگیٔ دامن پہ نادم
ملا ہے آستاں ایسے سخی کا

فقط اک سمت ہے قبلہ کا مقصد
مقید ہے خدا کیا شیخ جی کا

ملے دو ہاتھ میں دو کا تصدق
علی کا اور نبی کی لاڈلی کا

شہود و غیب دونوں کہہ رہے ہیں
مسمّٰی دو ہیں جلوہ ایک ہی کا

عروسِ دیں کے تو زیور بہت ہیں
علی ان میں ہیں اک انمول ٹیکا

مصائب سے فضا گندی جہاں ہو
لگالو یاعلی کا ایک ٹیکا

بدستِ حضرتِ یحییٰ الٰہی
دلادے آج کچھ صدقہ علی کا

علی ہیں حوضِ کوثر پر شہنشاہ
مزہ لوٹو تم اپنی تشنگی کا

■■■

گستاخیاں ہماری پھر یہ کرم کسی کا
اللہ کیا ٹھکانہ اس بندہ پروری کا

پیشِ نظر ہمیشہ ہے ایک مصحفِ رخ
قرآں پڑھا رہا ہے جلوہ مجھے کسی کا

ہم سنگ در سے انکے ٹکرا کے جاں دیتے
پیش نظر نہوتا گر جرم خود کشی کا

رحمت کی بارشوں کا منظر کھلا ہوا ہے
پیش نظر ہمیشہ ہے آستاں کسی کا

میں اپنے بس میں کب ہوں اب کوئی کچھ بھی سمجھے
سجدے کرا رہا ہے نقشِ قدم کسی کا

فضل وکرم ہے ان کا وہ خود جھلک رہے ہیں
میں کب بنا رہا ہوں انداز لاُبی کا

مختاریوں کو میری نسبت ہے جبر سے بھی
ہر چند ہوں شہنشاہ ، بندہ بھی ہوں کسی کا

■■■

اک دعا ہے مری پوری اسے کردے مولا
دل ہے تاریک اسے نور سے بھر دے مولا

ہاتھ اٹھتے ہی کرم تیرا کرے استقبال
ایسا کچھ میری دعاؤں میں اثر دے مولا

فضل تھا تیرا مدینہ جو دکھایا تو نے
ایسا موقع تو مجھے بار دگر دے مولا

آرزو یہ ہے کہ ہر سال مدینہ جاؤں
یا تو دولت دے مجھے یا مجھے پر دے مولا

پاؤں آنکھوں میں میں دیدارِ نبیؐ کی ٹھنڈک
ایسی تقدیر دے کچھ ایسی نظر دے مولا

جا کے تک جائے یہ سرکار کے قدموں پہ کبھی
سر کو اس بندہ کے وہ خوبی سر دے مولا

کاسۂ دل لئے بیٹھا ہوں بڑی مدت سے
صدقہ محبوب کا آج اس کو بھی بھر دے مولا

میرے اعمال کا بدلہ تو مجھے دے کہ نہ دے
میرے سرکار کا صدقہ تو مگر دے مولا

کردے سرکار کو جو فضل و کرم پہ مائل
وہ تڑپ دے مجھے وہ دیدۂ تر دے مولا

تیرے ان بندوں کو جن کا ہے تعلق مجھ سے
علم دے تقویٰ دے دولت دے ہنر دے مولا

تیرے محبوب محمدؐ کی دہائی تجھ کو
در گذر میری خطاؤں کو تو کردے مولا

یاد فرماتے ہیں سرکار دو عالم تجھ کو
کاش آج آ کے کوئی ایسی خبر دے مولا

چاہے سرکار دو عالم ہوں کہ انکے محبوب
سب کا دیوانہ شہنشاہؔ کو کردے مولا

■■■

یاد آتے ہیں ایام کوئے نبیؐ | صبح صل علی شام صل علی
کیسی پیاری گزرتی تھی وہ زندگی | صبح صل علی شام صل علی

اللہ اللہ آغوش خیر الانام | انکے قدموں میں رہتے تھے ہم سب غلام
ہر گھڑی عید تھی ہر گھڑی عید تھی | صبح صل علی شام صل علی

گاہے پائینِ اقدس میں بیٹھے رہے | گاہے ہم تھے وہ جالی سے لپٹے ہوئے
گاہے محو کرم گاہے محو خوشی | صبح صل علی شام صل علی

پائی قربت تو سر کو جھکائے رہے | دور بیٹھے تو گنبد کو تکتے رہے
ہر قدم پر ملی ایک لذت نئی | صبح صلی علی شام صل علی

دھن مدینہ کی سرمایۂ زیست ہے | ساری فرحت شہنشا اسی سے ہی ہے
پھر رہی ہے نگاہوں میں ہر ہر گلی | صبح صل علی شام صل علی

■■■

کیا بھاگ جگت ہیں میرے
خواجہ ہے مرا رکھوالا

سرکار مرے آئے ہیں
رحمت کی پہن کر مالا

میں قید دھرم کیا جانوں
ہوں خواجہ ترا متوالا

لوٹا ہوں کرم لوٹوں گا
دشمن کا رہے منہ کالا

اک ایک ادا من موہن
ہے بنا مرا ہریالا

سب کے شہنشاہ محنت
میں پیا کرم کا پیالا

■■■

انکے صدقے میں ہوا ہے مرا ہر بار بھلا　　میری ہر چیز بھلی ہے جو مرا یار بھلا
عبدِ قادر ہیں بروں کا بھی بھلا کرتے ہیں　　انکی ہے دین بھلی ان کا ہے دربار بھلا
آپ کی چشم عنایت کا تصدق بس ہے　　اور کیا چاہے گا مالک یہ نمک خوار بھلا
شوق سجدوں کا الگ چیز ہے لیکن جاناں　　میری آنکھوں کو تو بھایا ترا دربار بھلا

آس باندھے ہوئے آیا ہے شہنشا در پہ
آج ہوجائے کچھ اس بندہ کا سرکار بھلا

■■■

کیا چاہتی ہے نرگسِ بیمار دیکھنا
قدموں پہ دیکھنا کہ سرِ دار دیکھنا

ہر آئینہ میں جھانکتے پھرتے ہو کس لئے
دیکھو خود اپنے دل میں رُخِ یار دیکھنا

یہ کیفِ جام کیوں ہے ہر اک چیخ پر میری
زخمِ جگر ہیں کس کے نمک خوار دیکھنا

بزمِ سخن کے ساتھ ہے پیشی کی بھی امید
کیا کیا عنایتوں کے ہیں آثار دیکھنا

چھیڑینگے آپ اپنے شہنشاہ کو اگر
چیخے گا آپ کو سرِ بازار دیکھنا

■■■

عشاق ناچتے ہیں سردار دیکھنا
اے شوق تیرے گھنگرو کی جھنکار دیکھنا

اک راز کہہ رہا ہے تبسم حضور کا
وہ چاہتے ہیں جراتِ میخوار دیکھنا

سازِ نفس پہ باج رہا ہوں علی علی
رقصِ جنوں رچائینگے اشعار دیکھنا

سو جارہے ہیں دیکھئے چوکھٹ پہ یار کی
جو چاہتے ہیں بخت کو بیدار دیکھنا

انداز کہہ رہے ہیں عنایات یار کے
اب آگئی ہے شامت اغیار دیکھنا

جیسے بھی ہیں غلام نباہیں گے آپ ہی
چھوڑینگے آپ کو نہ گنہگار دیکھنا

چھوڑو یہ زعم پھینکدو تسبیح توڑ کر
گر چاہتے ہو رحمتِ غفار دیکھنا

ہوگا نہ بند یار کا میخانہ کرم
اٹھیں گے اور نہ انکے قدح خوار دیکھنا

محشر میں بھی رہے گا شہنشا سرخ رو
مولا رہیں گے اس کے خریدار دیکھنا

■■■

انہی کے قدموں میں اپنی عزت ان ہی سے ہے افتخار اپنا
مریں گے جتنا حضور پر ہم بڑھے گا اتنا وقار اپنا
ہمارا جوشِ جنوں نہ پوچھو کہ کتنا ہم ان کو چاہتے ہیں
ہر اک کو عاشق بنادیں ان کا اگر چلے اختیار اپنا
بسا تو لینے دو ان کو دل میں اثر پھر اس کا بتائیں گے ہم
رہیں گے اک روز ایک ہو کر مکان ان کا مزار اپنا
عبث ہے مایوسیاں ہماری، کہیں محبت گئی ہے خالی
انہیں بھی آنا پڑے گا اک دن اگر ہے دل بیقرار اپنا
ہم ان کے صدقے میں جی رہے ہیں ہم انکی ہمت پہ چل رہے ہیں
دکھائیں گے کیوں نہ کجکلاہی جو ساتھ ہے تاجدار اپنا
مۓ محبت کا جام پیجئے، ہے سامنے ساقی رقص کیجئے
کسی کی دھن کو نہ آنے دیجئے، سدا رہے گا خمار اپنا
کسی سے مطلب نہیں ہے ہم کو، انہی کو بس چاہتے ہم تو
بنامِ خواجہ بنامِ یحیٰ سرور اپنا خمار اپنا
محی جانِ حزیں تم ہی ہو تم ہی ہو بے شک ولی تم ہی ہو
او میرے مرشد او میرے حضرت کرم کرو بے شمار اپنا
سوائے اس کے نہیں ہے کچھ بھی، کہ دل میں الفت بسی ہے ان کی
کہاں کا حسنِ عمل شہنشاہ کرم ہے ان کا نکھار اپنا

■■■

بنام بیکس نواز ہم نے جمال فیض حجاز دیکھا
ادائے حسن ازل کا پرتو کمال بیکس نواز دیکھا

خجل ہماری نظر نہ کیوں ہو عیاں بھی ہو کر چھپے ہوئے ہو
بشر کی صورت کو دیکھ کر بھی تمہیں سراپائے راز دیکھا

خدا کے محبوب کا صحن ہے ہر ایک اپنی جگہ مگن ہے
گدا و آقا کا اس جگہ پر مٹا ہوا امتیاز دیکھا

جمال محبوبیت عیاں ہے گواہ آنکھیں ہیں کیا یہاں ہے
کوئی ہے حب نبیؐ میں بیخود کسی کو محو نماز دیکھا

بڑی جگہ ڈھونڈ لی ہے تم نے لگائے ہو دل بہت بڑے سے
ہو چشم بد دور اے شہنشا بڑا تمہیں دیدہ باز دیکھا

■■■

تند مے نوش ہے جس کو دیکھو یہاں — اللہ اللہ تری بھی عطا ساقیا
تیرے مستوں کا صدقہ مجھے بھیک دے — آج اک جام بھر دے مرا ساقیا

اللہ اللہ تری دین قربان ہم — کیوں نہ چلائیں سب ساقیا ساقیا
اک طرف عمر بھر کے رکوع و سجود — اک طرف تیرا جامِ عطا ساقیا ساقیا

مست آنکھیں ملا مست ایسا بنا — پھر نہ دیکھوں میں تیرے سوا ساقیا
تو مرے ساتھ ہے پھر ستاتا ہے کیوں — مجھ کو بُعدِ خیالی مرا ساقیا

اپنی رحمت کے دروازے تو کھول دے — مجھ کو جو چاہیے لے لے تو یہ بول دے
کاسبوں کا کسب سب رہے اک طرف — کر دے صدقہ میں میرا بھلا ساقیا

سارا عالم معطر بہ بوے شراب — کونسی مے پیئے ہیں ترے فیضیاب
بوہریرہؓ ابوذرؓ اویسؓ و بلالؓ — دھوم سب کی ہے ہر ہر جگہ ساقیا

جانے کب ختم ہو میرا تارِ نفس — رہ نہ جائے یہ حسرت درونِ قفس
تیرے قدموں میں اک بار میں لوٹ لوں — جامِ دیدار دیدے ذرا ساقیا

کر دے بھی درگذر سب خطائیں مری — شانِ رحمت ہے مولا ادائیں تری
تیرے فضل و کرم کی نشانی بنوں — ایسا جامِ کرم اب پلا ساقیا

سیدہ کے غلاموں کا ہوں میں غلام — زعمِ نسبت ہے میرا شہنشاہ نام
مہرباں جس پہ رحمت وہ نسبت ہے یہ — مستحقِ کرم ہوں ترا ساقیا

■■■

ابر آلود ہے گھنگور ہے برسات کی رات
کیسے جائیں گے ٹھہر جایئے اب رات کی رات

بھول سکتا ہوں کہیں ان سے ملاقات کی رات
وہ حکایات کے پردے میں شکایات کی رات

یوں ہی کٹ جائے گی باتوں میں ملاقات کی رات
کیا بڑی بات ہے رہ جاؤ یہیں رات کی رات

پھر رہی ہیں مری آنکھوں میں نشیلی آنکھیں
کیا میسر مجھے آئی ہے خرابات کی رات

اک نصیحت ہے مری آپ جو مانیں نہ برا
خاص باتوں میں کٹے خاص عنایات کی رات

کس نے یہ تار محبت مجھے بھیجا یارب
اشک آنکھوں میں ہے جیسے کوئی برسات کی رات

رونگٹا رونگٹا خوش ہے ترے آجانے سے
جان و دل نذر ہیں آئی ہے وہ سوغات کی رات

وعدہ پھر کرتو لیا اس نے شہنشا مجھ سے
راس آئی مجھے احساس مکافات کی رات

■■■

جس عزم میں ہوتی نہیں تدبیر کی طاقت
کیا دیکھتا وہ مرضی تقدیر کی طاقت
آتے ہیں نظر عشق ومحبت کے تماشے
آجاتی ہے جب ربط میں تاثیر کی طاقت
بے تابیٔ دل ضبط قلم ہونہیں سکتی
ہاتھوں میں نہیں جرءت تحریر کی طاقت
کیوں ہوگا مصائب سے پریشان بھلا دل
ہے شمع میں جلنے ہی سے تنویر کی طاقت
بشاش نظر آتے ہیں عشاق کے چہرے
اللہ رے محبوب کی تصویر کی طاقت
اپنا بھی عمل دیکھ کرم ڈھونڈنے والے
یوں ہی نظر آتی نہیں شمشیر کی طاقت
کس طرح کروں عرض تمنا میں شہنشاؔ
تحریر کی طاقت ہے نہ تقریر کی طاقت

■■■

۞

متاع دو جہاں ہے ہم کو اپنے یار کی چوکھٹ
نہ چھوڑیں گے کبھی خواجہ میاں سرکار کی چوکھٹ

جو آیا آپ کے در پر دُرِمقصود بھر پایا
ہمیشہ ہی رہی دُر بار اس دربار کی چوکھٹ

وہی محبوبیت ہے اور وہی انوار ہیں اس پر
بڑے سرکار کی چوکھٹ ہے میرے یار کی چوکھٹ

مری عزت مری دولت ہے تیرے در کی دربانی
مجھے بس ہے مرے خواجہ ترے دربار کی چوکھٹ

جہاں کی خاک کا پتلا وہیں پیوند ہوجائے
نہ چھوٹے مجھ سے یارب حشر تک دلدار کی چوکھٹ

خدایا وقت آخر جب مرا آئے تو یوں آئے
سرہانے لے کے سوجاؤں میں اپنے یار کی چوکھٹ

مبارک زاہدو جنت کے وہ اعلیٰ محل تم کو
شہنشا واں بھی بیٹھے گا پکڑ کر یار کی چوکھٹ

■■■

خدا کا شکر قسمت سے ملی اس یار کی چوکھٹ
اسی چوکھٹ سے ملتی ہے شہ ابرار کی چوکھٹ

زہے قسمت ملی جس کو سخی سرکار کی چوکھٹ
وہ جائے گا بھلا کیوں روندنے اغیار کی چوکھٹ

نہ چھوٹے گی کبھی عاشق سے اپنے یار کی چوکھٹ
سگِ آوارہ کو دیکھا ہے پھرتے چار کی چوکھٹ

مرے خواجہ کی چوکھٹ ہے مرے دلدار کی چوکھٹ
مرے آقا مرے سرکار میرے یار کی چوکھٹ

یہاں بغداد کے جلوے مدینے کے نظارے ہیں
سبھی کچھ ہے ہمارے واسطے سرکار کی چوکھٹ

درِ عالی پہ رگڑا ہی کروں میں عمر بھر آنکھیں
ہمیشہ آنسوؤں سے دھوؤں اپنے یار کی چوکھٹ

اسی در سے ہے وابستہ مری تحریر قسمت بھی
بنائے گی مقدر مالک ومختار کی چوکھٹ

یہی ہے جنت الماوی یہی عرشِ معلٰی ہے
نہ پوچھو مجھ سے کیا کیا ہے مرے دلدار کی چوکھٹ

نہ اٹھے پھر کسی صورت ترے در پر جو سر خم ہے
مرا ماتھا ہی بن جائے ترے دربار کی چوکھٹ

شہنشا خوش نصیبی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
ٹھکانہ ہے مرا خواجہ میاں سرکار کی چوکھٹ

■■■

مدینہ میں تھوڑی جگہ دو محمدؐ　　مرا بخت خفتہ جگادو محمدؐ

خطا کو عطا سے چھپا دو محمدؐ　　ذرا کالی کملی اڑھادو محمدؐ

جو چنگاریاں ہیں محبت کی دل میں　　نظر آ کے ان کو ہوادو محمدؐ

مجھے جام مینا کی خواہش نہیں ہے　　نگاہوں سے مجھ کو پلادو محمدؐ

شہنشاہ کی لاش عریاں پڑی ہے　　اسے اپنی کمبل اڑھادو محمدؐ

شہنشا کو اپنی شراب محبت　　پلادو پلادو پلادو محمدؐ

■■■

رکھی ہے لاج آپ نے ہر ہر مقام پر
یونہی کرم رہے مرے آقا غلام پر

عاصی ہوں پر خطا ہوں مگر خوش نصیب ہوں
میں بک چکا ہوں حضرت خواجہ کے نام پر

ڈرتا ہے کون؟ کوئی ہوا باز ہو تو کیا
بیٹھا ہوں آپکے در ذی احترام پر

قدموں میں لوٹتے ہوئے مرجائے جانثار
دنیا کو رشک ہو ترے مست مدام پر

ہر کام بن رہا ہے شہنشاہ خود بخود
کتنا کرم ہے انکا اس ادنیٰ غلام پر

■■■

۞

ہم لائے ہیں خواجہ میاں سرکار کی چادر
یعنی شہ ابرار کے دلدار کی چادر
تم خلق مجسم ہو اسے اوڑھ لو سرکار
ٹوٹے ہوئے دل لائے ہیں دلدار کی چادر
اے حاذق یکتائے زماں اوڑھ لو اسکو
ٹوٹے ہوے دل لائے ہیں دلدار کی چادر
آنکھوں پہ کبھی رکھ کے کبھی سر پر اٹھا کر
اس شان سے ہم لائے ہیں سرکار کی چادر
سب اس پہ گرے جاتے ہیں پروانوں کی صورت
کیا شمع صفت ہے یہ میرے یار کی چادر
ارمانوں کے پھول اور تمناؤں کے ڈورے
ہم گوندھ کے یوں لائے ہیں سرکار کی چادر
یہ ان کا کرم ہے یہ نوازش ہے انہی کی
منگوائی گئی ہم سے جو دربار کی چادر
جیتا ہے شہنشا جو عنایت پہ تمہاری
لایا ہے محبت میں وہ اشعار کی چادر

■■■

صرف پانی کی نہ تھی لختِ دلِ حیدرؓ کی پیاس
سرورِ عالمؐ سے پوچھو آپ کے دل بر کی پیاس
تھی انوکھی جانشینِ حضرت حیدرؓ کی پیاس
آبِ خنجر سے بجھی اس سبطِ پیغمبر کی پیاس
بڑھ گیا تھا شوق جس کا سیرتِ ایوب سے
کربلا میں بجھ گئی اس صبر کے منظر کی پیاس
گھونٹ بھر دیدار کا شربت عطا کیجئے حضور
دیکھئے کتنی فزوں ہے دیدۂ مضطر کی پیاس
گھونٹ بھر پانی نہیں پی سکتا پھر وہ آدمی
پیاس میں یاد آئے جسکو حضرت اصغر کی پیاس
مختصر یہ ہے شہنشاہِ کربلا کا واقعہ
بجھ گئی اس جا عدوئے سبطِ پیغمبر کی پیاس
حشر میں ہوگا شہنشاؔ اس کا جب ردِ عمل
دیدنی ہوگی عدوئے سبطِ پیغمبر کی پیاس

■■■

دل سے تعلق ہوتا ہے اس کا
ہو ربط ونسبت خاموش خاموش
اچھا نہیں ہے آئیں پکارا
کیجئے محبت خاموش خاموش

آہ وفغاں سے کیا فائدہ ہے
وہ جو کرینگے اچھا کریں گے
لاتقنطو ہے ارشاد ان کا
اے سوزِ حسرت خاموش خاموش

وہ سن رہے ہیں آواز دل کی
ہم کو نہیں ہے حاجت کسی کی
جاری ہے دل سے نام مبارک
اپنی عبادت خاموش خاموش

شور وخموشی دونوں بھی اچھے
لیکن ہے ہر ایک کا ایک موقع
چلاؤ یا پیر یا پیر لیکن
لوٹو عنایت خاموش خاموش

لاترفعوا ہے حکم الٰہی
نعت نبی کی محفل ہے بھائی
خاموش خاموش خاموش خاموش
آتے ہیں حضرت خاموش خاموش

ہیں پیر اپنے شانِ ہدایت
اوران میں پنہاں شانِ رسالت
شوق مدینہ میں مرنے والو
کرلو زیارت خاموش خاموش

شور محبت چھپ نہ سکے گا
اظہار غم ہو کر ہی رہیگا
یہ کیسے ممکن ہے اے شہنشا
آئے قیامت خاموش خاموش

■■■

جذبۂ الفت کو بھڑکاتا ہے چشتیہ سماع
یادِ حق سے دل کو گرماتا ہے چشتیہ سماع

معتبر ہے ہر عبادت از کمال انہماک
اس ڈگر پر سالکو لاتا ہے چشتیہ سماع

رحمتیں اس کی ہیں جو آئے براہ انکسار
فضل کی اس رہ پہ لے آتا ہے چشتیہ سماع

رقص کرتا ہے شہنشاہ دل بہ نام شاہ چشت
منعقد جس وقت ہوجاتا ہے چشتیہ سماع

■■■

دکھاؤں یار کے جلوے جہاں بھی جاؤں چراغ
خدا کرے میں تری طرح مسکراؤں چراغ

نگاہ ودل میں مرے اس کا نور ہے بس
میں تیرے نور سے کیا خاک فیض پاؤں چراغ

یہی تو آرزو میری رہی ہمیشہ سے
تمہارے نام کے گھر گھر لگاتے جاؤں چراغ

وہاں وہاں تو کرم کے اجالے پھیلا دے
جہاں جہاں میں ترے نام کے لگاؤں چراغ

یونہی حضور کی تصویر تا بہ کئے دیکھوں
کبھی وہ آئیں کبھی میں بھی سر جھکاؤں چراغ

سدا رہا ہے وہ پروردۂ ضیائے کرم
بھلا میں جا کے شہنشا کو کیا دکھاؤں چراغ

■■■

ہم کو بس ہیں اپنے خواجہ کی عنایت کے چراغ
کیا کریں گے دوستو ہم لے کے شہرت کے چراغ

ہر عمل بے سود ہے ان سے محبت کے بغیر
روشنی کیا دیں گے واعظ کی نصیحت کے چراغ

عاشقوں کو مست دیکھا شہر خاموشاں میں بھی
قبر میں بھی ہیں منور انکی چاہت کے چراغ

ذرہ ذرہ جگمگایا لطفِ خواجہ دیکھئے
جس جگہ روشن ہوئے انکی عنایت کے چراغ

فیض پہنچاتے رہیں گے اے شہنشا دیکھنا
بنکے نقشِ پا کسی کے میری تربت کے چراغ

■■■

بجھ گئے کتنے نہ جانے جاہ وحشمت کے چراغ

تا ابد روشن رہیں گے ان کی عظمت کے چراغ

کتنی لو کیا کام دیں گے یہ عبادت کے چراغ

چاہیۓ مولا کرم کے اور عنایت کے چراغ

زاہد نادان کی کوتاہ چشمی ہے فقط

پیر بھی تو ہیں اسی نورِ ہدایت کے چراغ

دھوم ہوگی روز محشر آپ کے عشاق کی

بجھ گئے تو بجھ گئے دنیا میں شہرت کے چراغ

میری مرقد میں اندھیرا ہو نہیں سکتا کبھی

انکے نقشِ پا رہیں گے میری تربت کے چراغ

اے شہنشاہؔ چاہیۓ ایمان کی گر روشنی

لازمی ہیں سرورِ عالم کی عظمت کے چراغ

■■■

اے حسین ابنِ علی سلطانِ عشق — دولت دیں آپ کا سامانِ عشق

دین ہے ایمان ہے ارمان عشق — جاہل مطلق ہے ہر نادان عشق

قرن والے میں ترا منہ چوم لوں — ہیرے موتی ہیں تیرے دندان عشق

لن تنالوا البر حتی تنفقوا — جان ہے ایمان کی ارمان عشق

کیا کہوں تاثیرِ نامِ مصطفیٰ — بن گیا ہے ہر جگہ عنوان عشق

جان ودل سب نذرِ جاناں کردیا — چاہتا ہے اور کیا مہمان عشق

حافظ وسعدی بھی ہیں جامی بھی ہیں — دیدنی ہے محفل ایوان عشق

حضرت خسرو کا بھی کیا پوچھنا — ہر ادا ہر بات ہے عنوان عشق

رقص کرتے ہیں بنام دستگیر — ہے ہمارا بس یہی عنوان عشق

کیوں نہ ہو دل پیارے یحییٰ پر فدا — ہر ادا ہے غنچۂ بستانِ عشق

کوئے جاناں میں شہنشا کیا کہیں — کیسے کیسے دیکھے ہیں ترکانِ عشق

■■■

❀

بر آئیگی امیدیں سرکار مری کب تک
فرقت میں مری دنیا جیتے گی ابھی کب تک

اے مردِ مسلماں یہ بے راہ روی کب تک
غیروں کی روش چل کر منزل جلی کب تک

دامان محبت کو تم کس سے چھڑاتے ہو
دیوانہ و وحشی سے یہ حسن ظنی کب تک

یہ جبر محبت کے یہ ظلم زمانے کے
کیا کیا مجھے سہنا ہے اللہ غنی کب تک

منزل ہے کدھر تیری اٹھتا ہے قدم کس رخ
اے ملت برگشتہ بے راہ روی کب تک

وہ کونسا دن ہوگا ارمان جو نکلیں گے
اے سوزش غم آخر آنکھوں میں نمی کب تک

اللہ کے حبیبوں پر تنقید ہے لا حاصل
اے مردِ خدا آخر سوئے ادبی کب تک

چاہو تو شہنشا تم کل ملک سخن لے لو
اب صرف پڑھو لکھو اشعار میں جی کب تک

■■■

ہوا شوقِ مدحت مبارک مبارک — زباں کو حلاوت مبارک مبارک

نبی کی محبت مبارک مبارک — خدا کی عنایت مبارک مبارک

گنا ہیں گنہگار سے کہہ رہے ہیں — نبی کی شفاعت مبارک مبارک

ہماری یہ خوشیاں یہ سب جگمگا ہی — کسی کی بدولت مبارک مبارک

بڑی چیز ہے ان سے دو بول اپنے — ہمیں اپنی قسمت مبارک مبارک

نہیں کوئی معمولی مع من کا مژدہ — نوید مسرت مبارک مبارک

تصور سجانے وہ یادوں میں آئے — یہ طرزِ عنایت مبارک مبارک

ہے ہم میں بھی نورِ محمد ہی روشن — ہماری حقیقت مبارک مبارک

چلو نحس اقرب پہ ناچیں گے آؤ — یہ زعمِ رفاقت مبارک مبارک

تو سیف القضا ہے لکل خصام — ہمیں تیری ہمت مبارک مبارک

یہ مستی ہے سب بادۂ لاتخف کی — مئے قادریت مبارک مبارک

درِ پنجتن کا گدا ہوں شہنشا — مجھے اپنی عزت مبارک مبارک

■■■

ہر وقت خوش رہا ہے اسی بات پر غلام
مامور ہے حضور کی خدمات پر غلام

رکھتے رہے ہیں لاج یہ اپنے غلام کی
نازاں رہا ہے انکی عنایات پر غلام

سنتے رہے ہمیشہ مری بات بس حضور
دیتا نہیں دھیان طلسمات پر غلام

آقا نے مجھ کو جیت لیا' جیت ہے مری
کیسے خوشی منائے نہ اس مات پر غلام

گھٹی میں ہے غلام کی الفت حضور کی
مومن بنا نہیں ہے کرامات پر غلام

ہر وقت ہم رہے ہیں کرم ہی سے معتبر
پر کھے نہ جائیں حسنِ عبادات پر غلام

لیجے خبر کچھ اسکی بھی بالا نشین فضل
بیٹھا ہوا ہے روضہ کی مرقات پر غلام

لیکر اٹھے گا آج شہنشا مرادِ دل
اب تک اڑا نہیں ہے کسی بات پر غلام

■■■

انکا کرم ہے صبح وشام — رک نہیں سکتے میرے کام

کیوں ہے عبث فکرِ انجام — اپنے میاں کا دامن تھام

لاکھوں عمل کا ایک عمل — جپتے رہو خواجہ کا نام

بڑے گرو ہیں خواجہ میاں — چپ نہیں ہوتی دنیا رام

ہر مشکل کو حل کر لے — خواجہ میاں کا لے کر نام

شان محمد اور صدیق — دو کی تجلی ایک کا نام

او مخمور آنکھوں والے — میں بھی پیاسا ہوں اک جام

زلفیں ہیں گھنگور گھٹا — چہرا ہے اک ماہ تمام

میرے میاں کی آنکھیں ہیں — رحمت ہی رحمت کے جام

کوئی شہنشا ہو کہ فقیر — میرے میاں کا فیض ہے عام

مجھ کو شہنشا کہتے ہیں — خواجہ میاں کا ہوں میں غلام

■■■

کمال حسن کا معیار ہو تم
مرے مالک بڑے سرکار ہو تم

جمال حق ہو محبوب خدا ہو
یقیناً رحمت غفار ہو تم

بناؤ یا بگاڑو جیسی مرضی
مرے مالک مرے مختار ہو تم

بہت کچھ ہو میاں کچھ بھی نہ ہو کر
تماشائے نگاہ یار ہو تم

برے ہو کر بھی اچھے ہو شہنشاؔ
غلامِ سید ابرار ہو تم

■■■

ہر گام پر تماشے دکھاتا رہا کرم
جیسی انوکھی شان ہے ویسا ترا کرم

ملتی ہے ہر عمل کی جزا دس گنی مجھے
کیا میرے حال پر ہے مرے یار کا کرم

میری نظر عمل کی جزا پر کبھی نہیں
مجھ کو تو چاہیے مرے سرکار کا کرم

قدموں میں یار کے کبھی پامال ہو کے دیکھ
کیسے ابھارتا ہے بناتا ہے کیا کرم

اہلِ جنوں ہمیشہ کرم لوٹتے رہے
اہلِ خرد کے حق میں معمہ رہا کرم

ہے اپنے ساتھیوں میں شہنشا جو سرخرو
یہ آپ کی توجہ ہے یہ آپکا کرم

■■■

اب نہیں منت کشِ تقریر یا تحریر ہم
بن گئے ہیں حالِ دل کی خود ہی اک تصویر ہم
تو تو کیا تصویر بھی تیری اگر مل جائے گی
چیر کر دل، دل میں رکھ لیں گے تری تصویر ہم
اک جھپک تو کم سے کم صورت دکھا کر جایئے
لے کے آنکھوں میں پھرینگے آپ کی تصویر ہم
اس کو کس کس کی نگاہوں سے بچاتے جائینگے
لے کے آنکھوں میں اگر جائیں تری تصویر ہم
یار ہم کو چھوڑ کر تم جا نہیں سکتے کہیں
پڑھتے بیٹھے ہیں تمہارے واسطے تسخیر ہم
آپ کب تشریف لائینگے ہماری بزم میں
آہ کب دیکھیں گے اپنے خواب کی تعبیر ہم
ہیں خیالوں میں شہنشاؔ آجکل نقشے بہت
کر رہے ہیں اک مکانِ عشق کی تعمیر ہم

■■■

بے فکر ہیں تصورِ سود وزیاں سے ہم
اترے ہیں پار ایک بڑے امتحاں سے ہم
اب حال یہ ہے شکر سے شکوے بدل گئے
واقف ہوئے جو لذتِ جورِ بتاں سے ہم
آج اسکی ہر روش پہ ہیں کانٹے بچھے ہوئے
کل تک بھی پھول لائے تھے جس گلستاں سے ہم
ممدوحِ دو جہاں تیری کیا مدح کرسکیں
بے مایہ چند لفظوں سے قاصر زباں سے ہم
بلوالو اب مدینہ میں سرکارِ دو جہاں
بیزار ہوکے بیٹھے ہیں ہندوستاں سے ہم
سہنے پڑیں گے چاہنے والوں کے ناز بھی
خالی نہیں پھریں گے ترے آستاں سے ہم
ہیں قادری غلام شہنشاہ اس لئے
رہتے ہیں آن بان سے اور عزوشاں سے ہم

■■■

قدرت دکھانے اپنی جس وقت آئے جاناں
چشمانِ کور کو بھی سب کچھ دکھائے جاناں
بختِ رسا کی حالت تا عرش جا پہنچ جا
پیوستہ بس یونہی رہ اے خاکِ پائے جاناں
اے خوش نگاہ اسکے آئینے ہیں یہ سارے
جلوؤں کا تو مزہ لے اے آشنائے جاناں
مستِ وفا بنایا اور پھر گلے لگایا
اک کیف آفریں ہے مجھ پر عطائے جاناں
فرطِ خوشی میں ناچوں یہ دن خدا دکھایا
محفل میں آج اپنی تشریف لائے جاناں
جوشِ جنوں کو میرے پھر چھیڑنے شہنشا
دیکھو جی ان کی شوخی پھر مسکرائے جاناں

■■■

قرباں کنم دل و جاں بر ہر ادائے جاناں	یابم حیاتِ تازہ ہر دم برائے جاناں

نے واقفم نہ دانم اذکارِ شیخ و زاہد	مستم دریں خیالے ہستم فدائے جاناں

خواہم دریں جنونے رقصم بہ پیش حضرت	ایں آرزو کہ دارم ایں ہم عطائے جاناں

ایں سجدۂ چہ سجدہ تو زاہدا چہ زاہد	ایں سر اگر ندارد ربطے زپائے جاناں

ایں چہ مقامِ گریہ خوش باش در وصاش	می گفت نحن اقرب بشنو صدائے جاناں

ایں دولتے کہ یابم چیز یست اے شہنشا	واللہ خوش نصیبم دارم ولائے جاناں

■■■

روند عاشقاں سوئے محبوب یزداں　　خراماں خراماں خراماں خراماں

بیارام اے دل دریں کوئے جاناں　　کہ رحمت نشا نیست آغوش ایشاں

منم آشنائے سرور محبت　　مپرس آں چرا بود رقصم بہ رقصاں

بنازم محبان خواجہ پرستم　　چہ دانی تو آں خوبی کجکلا ہاں

تو با فیض باشی تو باشی سلامت　　ہمین ست بس آرزوئے غلاماں

بایں شوق گل را بہ چینم شہنشا　　کرم آشنا لیش بہار گلستاں

■■■

خواجہ کی ہر اک بات محبت کا ہے عنواں کیا قدرت و کیا شان کیا وسعتِ فیضاں قربان دل و جاں
میدانِ صفا میں وہی بن بیٹھے ہیں تر کاں جو لگے ہیں درباں پروردۂ مژگاں ہاں ہاں اجی ہاں ہاں

رحمت کا دہانہ ہے درِ حضرت خواجہ کیا پوچھنا اس کا مامن یہ ہمارا کیا خوب ہے آہا
با فیضِ الٰہی رہے قائم یہ گلستاں ہر شاخ درخشاں ہر گل رہے خنداں یونہی رہے ہر آں

وابستہ درگاہ ہوں پروردۂ نسبت ہوں آپ کا حضرت رکھ لو مری عزت فرماؤ عنایت
دیکھو مری حالت بھی میرے پیارے مہرباں کب سے ہوں پریشاں فرما دو احساں ہوں مشکلیں آساں

ہیں گلشنِ ہستی کے قطب دین کے تارے حسنین کے پیارے لاکھوں کے سہارے ہیں یہ خواجہ ہمارے
گھر گھر میں رہیں عظمتِ خواجہ کے چراغاں ہے مرضیٔ یزداں کہتا ہے یہ ہر آں یہ نور فروزاں

خواجہ کی غلامی کا مجھے داغ ملا ہے یہ **فضل** خدا ہے **قسمت** کی عطا ہے یہ ناز بجا ہے
لاریب شہنشاہ یہ ہیں رحمتِ یزداں یہ سب کے نگہباں سب ان کے ثنا خواں محبوبِ محباں

■■■

مرے ذوق الفت کو مہکا رہی ہیں مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں
بہ شان غزل ذہن پر چھا رہی ہیں مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

کبھی پیاری گنبد کو تکتا کھڑا ہوں، کبھی با ادب در پر بیٹھا ہوا ہوں
مواقع تصور کو دلوا رہی ہیں، مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

کبھی بابِ جبریل پیشِ نظر ہے، کبھی روضہ سیدہ پر یہ سر ہے
کہاں ہوں کہاں مجھ کو پہنچا رہی ہیں، مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

کئی سال پہلے مدینہ گیا تھا، مزا لے رہا ہوں ابھی تک اسی کا
غذا روح کو بخشتی جا رہی ہیں، مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

محبت تو دو آتشہ ہی رہی ہے، توقع یہ کہہ کر مزا لے رہی ہے
سمجھ لو کہ کیوں دل کو تڑپا رہی ہیں، مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

محبت ہے دریا تو دل ہے سفینہ، چلا ہوں براہِ ریاضِ مدینہ
کرم دیکھو شاباش فرما رہی ہیں، مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

ہے مع من کا فرمان سننے کے قابل، نہ کیسے ہو قصاں گنہگار کا دل
کہاں تک شہنشا کو لے جا رہی ہیں، مدینہ کی یادیں مدینہ کی باتیں

■■■

الٰہی کرم کا طلبگار ہوں میں
گنہگار ہوں میں گنہگار ہوں میں

ترے خاص محبوب کا امتی ہوں
تری خاص رحمت کا حقدار ہوں میں

نہ کوئی عمل ہے نہ خوبی ہے کوئی
فقط جامِ الفت سے سرشار ہوں میں

خرد کھو گئی ہے خیال نبی میں
سمجھ کہہ رہی ہے سمجھدار ہوں میں

نبی کی محبت میں میں مر گیا ہوں
عجب نیند ہے یہ بھی بیدار ہوں میں

یہی مختصر سا تعرف ہے میرا
یکے از سگاں دریا ہوں میں

کبھی خواب ہی میں یہ مژدہ سنا دو
شہنشاہ تیرا نگہدار ہوں میں

■■■

لے کے جوش جنوں پھر رہا ہوں
بادشاہِ زماں کی گلی میں

ناز برداریاں ہو رہی ہیں
میری اس مہرباں کی گلی میں

مجھ کو بھایا کچھ ایسا مدینہ
حبِ طیبہ سے مملو ہے سینہ

دل وہیں جھومتا پھر رہا ہے
میرا میرے میاں کی گلی میں

دین آسان ہے مفت دنیا
انکے کوچہ میں ہر چیز ارزاں

آؤ آؤ میاں کیا کمی ہے
اپنے راحت رساں کی گلی میں

بحرِ عصیاں میں ڈوبے ہوئے ہیں
اپنی ہر چیز کھوئے ہوئے ہیں

ہم کو پہنچادے پروردگارا
رحمت دو جہاں کی گلی میں

باتیں طیبہ کی کیا کیا سنائیں
پھر عنایت کی گھڑیاں وہ آئیں

خوب لوٹے میاں کی گلی میں
خوب لوٹے میاں کی گلی میں

شیرنی کا مزہ کھا کے دیکھو لطف طیبہ کو بس جا کے دیکھو
ام مشفق بھی قربان ایسی رحمتیں ہیں وہاں کی گلی میں

چار دن ہے فقط ہم کو جینا چلئے رہ جائیں چل کر مدینہ
کاش ایسا ہو یہ جان نکلے اپنی اس جان جاں کی گلی میں

سیدہ کے چہیتے ہیں خواجہ ان سے نسبت کا صدقہ شہنشا
گونجتی ہیں ہماری صدائیں فخر کون و مکاں کی گلی میں

■■■

طلسمات کرم ان کے تماشے جب دکھاتے ہیں
ہمیں بھی اپنے جتنے ارماں ہیں سب یاد آتے ہیں

صفت میں ذات کے جلوے نظر ان کو ہی آتے ہیں
جو غیریت کے سارے وسوسے دل سے مٹاتے ہیں

نہ جانے کس کو کیا کیا دیتے ہیں وہ بند مٹھی سے
ہے انکی دید ہی دولت جو ان کا صدقہ کھاتے ہیں

نبی کے عشق ہی سے ہوتی ہے کامل مسلمانی
اسی نکتہ سے بس اہل وفا پہچانے جاتے ہیں

کتابی بوتلوں کی مے بھی اچھی ہے مگر واعظ
وہ مے کچھ اور ہے جو پیر آنکھوں سے پلاتے ہیں

بلالی شوق کا اس کو نتیجہ جانتے ہیں ہم
ہم اپنے پیر کی صورت جو آنکھوں میں بساتے ہیں

عجب اک نور پاتے ہیں ہم اپنی بند آنکھوں میں
تصور کرکے مرشد کا جو ہم آنکھیں بچھاتے ہیں

توجہ کی طلب شکووں کا لہجہ لے کر آتی ہے
کبھی الفت میں ایسے بھی ترانے گائے جاتے ہیں

شہنشاہ یہ سعادت زر سے ملتی ہے نہ دولت سے
مدینہ کو وہی جاتے ہیں جو بلوائے جاتے ہیں

■■■

میرے سرکارِ مختار میری جھولی کو بھردو

میری جھولی کو بھردو میری مشکل **حل** کردو

داسی بنکے آئی ہوں جھولی خالی لائی ہوں

صدقہ لالوں کا سرکار مری جھولی کو بھردو

تم ہو اللہ کے محبوب بندہ پرور تم ہو خوب

تم ہو سرکار مختار مری جھولی کو بھردو

ترے گھر کی باسی ہوں تری ادنا داسی ہوں

ہوں میں کرپا کی حقدار میری جھولی بھردو

سارے عالم میں ہے شور میں ہوں تیری صدقہ خور

دیکھو دیکھو جی سرکار میری جھولی کو بھردو

خواجہ محبوبِ اللہ شاہنشا کے شاہنشا

آؤ آؤ جی سرکار میری جھولی کو بھردو

■■■

اللہ اللہ اللہ ہو۔ لا الٰہ الا ھو

ہر پتہ میں تیرا ظہور تیری صفات اور تیرا نور
چھپ کر بھی ظاہر ہے تو اللہ اللہ اللہ ہو

سچ پوچھو تو روحِ گلاب، مہر کی اصلی آب وتاب
تیری چمک تیری خوشبو اللہ اللہ اللہ ہو

راز یہی ہے بس میرا عکسِ تصور ہوں تیرا
ہوں میں جب تک رکھے تو اللہ اللہ اللہ ہو

ایسی آنکھیں دے مجھ کو، دیکھ سکوں میں بھی تجھ کو
میرا مسیحا بن کے تو اللہ اللہ اللہ ہو

آئینے ہیں چار تو کیا، دھوکا اے نادان نہ کھا
یار کے جلوے چاروں سو اللہ اللہ اللہ ہو

لاکھوں ہیں دنیا میں حسیں میرے میاں کی بات نہیں
کیا خوش خو اور کیا خوش رو اللہ اللہ اللہ ہو

قبلہ عالم نام لے فیض رسانی کام لے

کون یہ آیا ہے پربھو اللہ اللہ ہو

عبد القادر ثانی ہے اور نفس الرحمانی ہے

خواجہ مورا بڑا گرو اللہ اللہ ہو

صدقہ محبوب اللہ کا بھر دے ہم سب کا کاسہ

او ان داتا او پربھو اللہ اللہ ہو

جس میں شہنشاہ بس جائے مہکے اور پھر مہکائے

اس کی زلفوں کی خوش بو اللہ اللہ ہو

■■■

بنا ہے اژدہامِ اشک سے آتش فشاں دیدہ
ہمارے ضبط کا لینے کو ہے اب امتحاں دیدہ
کبھی اے دوست ہوتا ہے جمالِ شوخیاں دیدہ
کبھی دیکھا گیا ہے پیکرِ آہ وفغاں دیدہ
دکھاتا ہے نہ جانے کیا وہاں نیز یگیاں دیدہ
بہانے لگ گیا ہے خون کے آنسو یہاں دیدہ
تکلم کی حدیں بھی توڑ ڈالیں شرم سے اسکی
زبانِ بے زبانی میں ہمارا بے زباں دیدہ
نظر والے نظر ملتے ہی سب کچھ تاڑ لیتے ہیں
دروں کا آئینہ ہے اور دل کا ترجماں دیدہ
وہ جب دینے پہ آئینگے تو چھپر پھاڑ کردیں گے
کرم کا ملتجی تکتا ہے سوئے آسماں دیدہ
مکان دل میں میرے کالی کملی والے رہتے ہیں
اسی باعث لئے رکھا ہے اک کالا نشاں دیدہ
عنایت کی الگ ہے بات حق کی بات تو یہ ہے
کہاں سرکار کا دیدار اور میرا کہاں دیدہ
غم فرقت مرے سرکار کا پوچھو نہ کچھ مجھ سے
مرے چہرے پہ ہے گویا کوئی کوہ گراں دیدہ

■■■

شاہ بطحا کے پیارے نواسے تجھ کو صندل لگانے میں آئی

آ ادھر سیدہ کے دلارے تجھ کو صندل لگانے میں آئی

دید کا تیری مشتاق ہر دل ڈھونڈتی ہے تجھے ساری محفل

باہر آ چاند سا مکھ دکھا دے تجھ کو صندل لگانے میں آئی

جس کے من میں بسی تیری خوشبو دھوم ہونے لگی اسکی ہر سو

میرے من میں بھی وہ بو بسا دے تجھ کو صندل لگانے میں آئی

حوریں آئینگی رحمت لٹانے تیری آمد کی خوشیاں منانے

آ جا محفل کی رونق بڑھا دے تجھ کو صندل لگانے میں آئی

اپنی خواہش میں کیا ہے شہنشا کام کی چیز منشا ہے اس کا

رکھ دے قدموں پہ سر اور سنا دے تجھ کو صندل لگانے میں آئی

■■■

رہتے بھی دو خطاؤں کے قصے نئے نئے
رحمت تلاش میں ہے بہانے نئے نئے

عشاق کے دلوں سے سدا کھیلتے ہیں وہ
ہاتھوں میں یار کے ہیں کھلونے نئے نئے

شانِ نصیر اور الگ عشق خسروی
آتا ہے انکو لکھنا فسانے نئے نئے

عالم فدا ہے آپکے عشاق پر حضور
ہے ہر جگہ جنون کے قصے نئے نئے

ہر شان ایک حسنِ مکمل کا آئینہ
جاناں دکھا رہے ہیں تماشے نئے نئے

اجمیر میں وہی ہیں دکن میں وہی مگر
ہر ہر جگہ ہیں حسن کے جلوے نئے نئے

جس دل میں ان کو آنا شہنشاہ ہو قبول
جاناں نکال لیتے ہیں رستے نئے نئے

■■■

بھلا کیا چھوڑ سکتا ہے ترا در تیرا شیدائی
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی

نہ اٹھیں انگلیاں جاناں تمہاری شانِ رحمت پر
کرم کی مینھ برسادو یہ چھوڑو عشق پیمائی

نظر بازانِ عالم وجد میں رقصاں ہیں مدت سے
ادھر بھی اک تجلی اے وہ محوِ حُسن آرائی

جمالِ قبلۂ عالم ہی ہے مقصودِ کُلِ عالم
نظر قائم نہیں جسکی وہی بندہ ہے ہر جائی

مرادِ دل شہنشا ہم نے پائی ہے بہت سستی
خدا شاہد، نہیں ہے کوچۂ خواجہ میں مہنگائی

■■■

سرورِ دو جہاں رحمت ایزدی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ
ہم غلاموں پہ بھی چشمِ رحمت کبھی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

وقتِ آخر بھی ہو لب پہ جاری یہی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ
آپ کی یاد میں ختم ہو زندگی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

آپ یحییٰ میاں آپ خواجہ میاں آپ غوث الوریٰ رحمتِ دو جہاں
دیکھ کر میں فدا ہر ادا آپکی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

آپ مختارِ کل آپ مالک مرے ہیں سپرد آپکے کام سارے مرے
آپ ہی کیجئے دستگیری مری یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

آپ پر سے فدا اپنی ہر شئے کروں آپ کی یاد میں میں بھی خود مر مٹوں
حوصلہ وہ عطا کیجئے سیدی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

آج بھی آپ مجھ پر مہربان ہیں میری گستاخیاں خود ہی حیران ہیں
کیا کرم کیا کرم انتہا ہوگئی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

اب کسی سے مری رشتہ داری نہیں کوئی شئے اس جہاں کی پیاری نہیں
لائی ہے ان پہاڑوں میں یاد آپکی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

میرے سرکار اتنا کرم کیجئے اپنی کملی میں مجھ کو چھپا لیجئے
سر سے پا تک گنہگار ہوں سیدی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

مظہرِ شانِ حنان ومنان ہیں آپ اک جلوۂ ذاتِ رحمٰن ہیں
ملتجی ہے کرم کا شہنشاہ بھی یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ

■■■

اے حسنِ ازل میری طرف آ مرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے
اس کوزۂ دل میں بھی سما جا مرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے

عارف پہ مہربان تو ناطق پہ مہرباں مجھ پر بھی مہربان
اے خلق مجسم مرے خواجہ میرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے

تو برق ہے مرشد ہے تو واثق ہے محی ہے۔ ہر شان تری ہے
سب تیرے اجالے ہیں یہ چندا مرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے

فایق بھی ترا نام ہے حاذق بھی ترا نام۔ طارق بھی ترا نام
تیرا ہے ہر اک نام پیارا مرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے

یہ سوچ مری مجھ کو مزا دیتی ہے ہر آن۔ رقصاں ہے دل وجان
عثمان مرے پیارے ہیں خواجہ مرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے

لایق ہوں ہنر ہوں کہ خلیق اے مرے جانی ۔ ہے یاد کہانی
ہر جا ہے ترے شہ کا تماشہ مرے پیارے۔ یحییٰ میرے پیارے

بغداد میں تو اور مدینہ میں بھی تو ہے۔ مکہ میں بھی تو ہے
تو کیا ہے معمہ ہے معما مرے پیارے۔یحیٰی میرے پیارے

میں تیری عنایات میں ہر وقت پلا ہوں۔ اور شاد رہا ہوں
کم ہو نہ کرم یہ ترا مولا مرے پیارے۔ یحیٰی میرے پیارے

جانے کی ضرورت ہی نہیں غیر کے در پر۔تو ہے مرے سر پر
کافی ہے مجھے تیرا سہارا مرے پیارے۔یحیٰی میرے پیارے

ناچیز کی ہستی کی شئے ہونے کو گُل ہے۔ تو مالکِ کل ہے
فانی کو بقا بخش ادھر آ مرے پیارے ۔یحیٰی میرے پیارے

ترا ہی کرم مجھ کو بنا ہے تو ہے اچھا۔ ورنہ مرے مولا
مجھ میں تو نہیں کوئی سلیقہ مرے پیارے۔یحیٰی میرے پیارے

جائے گا کسی در پہ شہنشاہ بھلا کیوں۔ سوچا ہی بھلا کیوں
اس سر میں ہے بس اک ترا سودا مرے پیارے۔یحیٰی میرے پیارے

■■■

کتنوں کے نہ جانے دل لوٹے　　ہیں بول بڑے انمول ترے
کہدوں گا جہاں سے کون ہے تو　　پیٹوں گا میاں میں ڈھول ترے

تو سر کو پٹکتا رہ زاہد　　اعمال ہیں خالی خول ترے
ہم بک گئے نامِ خواجہ پر　　قسمت میں نہیں یہ مول ترے

ظاہر میں دوانے جیسے ہیں　　عاشق ہیں بڑے انمول ترے
ہر بات نرالی ہے انکی　　دانائے جہاں بہلول ترے

کیوں اتنا پریشاں ہے اے دل　　ارمان ہیں کیا کیا بول ترے
آ دیکھ میرے خواجہ کا کرم　　بھر جائیں گے سب کشکول ترے

ہم ہوگئے ہیں خواجہ کے گدا　　سننے کے نہیں ہم بول تیرے
ہم کو نہ سکھانا امیدی　　اے بلبل غم پر تول ترے

اعمال کا دعویٰ بے جا ہے　　ایمان کے چاول ڈھول ترے
جس سمت کہیں وہ جھکتا چل　　اے پیر انا کن کھول ترے

ہیں عقل کے رستے گمرہ کن　　دروازے جنوں کے کھول ترے
بے ربط ریاضت لاحاصل　　آئیں گے نہ ہرگز مول ترے

اے کاش مرا خواجہ پوچھے　　کتنے ہیں شہنشا مول ترے
کہدوں گا دوانہ ہوں تیرا　　کافی ہیں مجھے دو بول ترے

■■■

مورے انگنا محی الدین آیوری آیوری آیو مورے بھاگ جگایو
پیارے نبی کی بو ہے ان میں مشکل کشا کی خو ہے ان میں
اپنے کرم کے پھول کھلانے مورے انگنا محی الدین آیوری

نام ہے ان کا عبدالقادر قدرت ان کی سب پر ظاہر
من کی مرادیں دینے والانے مورے انگنا محی الدین آیوری

اولتی کا پانی میں مکھڑی چڑھادوں کرکے دکھادوں میں جو چاہوں
مشکل کشائی اپنی دکھانے مورے انگنا محی الدین آیوری

ہوں میں سہاگن یحییٰ میاں کی پروردہ ہوں خواجہ میاں کی
دیکھو کرم کہ مورا گھونگھا اٹھانے مورے انگنا محی الدین آیوری

انگ انگ جھومت ہے کیا بولوں ناچوں کودوں موج مناؤں
کھیلنے ہولی رنگ رچانے مورے انگنا محی الدین آیوری

ارمان ہے یہ میرا شہنشا ڈھول میں پیٹوں انکے کرم کا
سارا جہاں مورے پیر کو مانے مورے انگنا محی الدین آیوری

■■■

میں نکمہ ہوں طبیعت ہے کھلاڑی میری　　فضل ہے آپ کا چلتی ہے جو گاڑی میری

میری ہر شئے کے نگہبان ہیں میرے مولا　　کس میں جرات ہے جو چھولے کوئی کاڑی میری

اپنے دشمن کا ہر اک جوڑ جدا کردوں گا　　آپ کا نام ہے سرکار کلہاڑی میری

کس پہلوان کی ہمت ہے جو آئے آگے　　نامِ مولا سے ہے منسوب پچھاڑی میری

مری الفت کا نشہ دیکھ کے مخمور ہیں سب　　جانے کس شوخ نے تاسی ہے یہ تاڑی میری

ان سے الفت کا سبب ہے کوئی کچھ بھی کہہ لے　　ٹانگ ہر موڑ پہ آجاتی ہے آڑی میری

میں نے لوٹا ہے یہ سب ان پہ فدا ہو ہو کر　　ان کا صدقہ ہے یہ عزت یہ مہاڑی میری

اس میں رہتا ہے علی نام کا اک شیرِ خدا　　کتنی بارعب ہے یہ فکر کی جھاڑی میری

جس کو سب مانتے آئے ہیں ہمیشہ حاذق　　ہاتھ میں ایسے مسیحا کے ہے ناڑی میری

آپ آئے ہیں شہنشاہ شہنشا کہتے　　دنگ تھا کس نے بھلا قبر اکھاڑی میری

■■■

مرے دل کی ساری سیاہی کو دھودے کرم نور باراں سویرے سویرے
ضیائے محمد کو لے آرہا ہے وہ مہر درخشاں سویرے سویرے

جوتھیں رات بھر ہچکیاں غم نہیں ہے مجھے اس سے بڑھکر خوشی بس یہی ہے
وہ بحرِ کرم پوچھتے آئے مجھ کو خراماں خراماں سویرے سویرے

کہیں ڈوب جائے نہ میرا سفینہ مجھے پیارے آقا بلالو مدینہ
مری شمعِ ہستی کی لو ہے پریشاں کہ جیسے چراغاں سویرے سویرے

دکھاوے کے اعمال کی کیا ہے قیمت قیامت سے قربت کی ہے یہ علامت
ہے اب نورِ ایماں کی لو بھی پریشاں کہ جیسے چراغاں سویرے سویرے

ہوں سرکار سے ملتجی دست بستہ ادھر بھی کبھی ہو کرم کا اشارا
کلی مرے دل کی بھی کھل جائے آقا کھلیں ساری کلیاں سویرے سویرے

کئے کر کے محنت بہت تھک گئے ہیں مرے پیارے آقا کرم مانگتے ہیں
اگر آپ چاہیں تو پھر یا حبیبی ہو ہر مشکل آساں سویرے سویرے

درودوں کی محفل سجائی تھی شب بھر کیا ہے کرم خواب میں کوئی آ کر
لئے پھر رہا ہوں نگاہوں میں ان کو جو آئے ہیں مہماں سویرے سویرے

کوئی عرش اعظم سے نیچے اتر کر پکارا مجھے رات پچھلی پہر کو
نبی جی کا صدقہ بنی میری بگڑی مٹے میرے عصیاں سویرے سویرے

مدینہ کے سرکار اب آ بھی جاؤ دل مضطرب کو بھی صورت دکھاؤ
تمنائے دیدار میں سو رہا ہوں کرو مشکل آساں سویرے سویرے

تھی غفلت مجھے خواب لیکن تھا اچھا مزے انکے آغوش میں لے رہا تھا
کرم تھا شہنشا مگر مختصر سا گئے وہ مہرباں سویرے سویرے

■■■

کیا سناؤں میں اپنی کہانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی
کام یہ میں نے اچھا کیا ہے — اپنے خواجہ کو دل دے دیا ہے
کیا سناؤں میں اپنی کہانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی
انکی چوکھٹ پہ آنکھیں رگڑ کر — پھر رہی ہوں میں جگ میں اکڑ کر
سرمدی ہے مری شادمانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی
ہوں میں خواجہ میاں کی سہاگن — میرے سر پر ہے خواجہ کا دامن
رشک دوراں ہے میری جوانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی
دن میں پھرتی ہوں انکے چمن میں — شب کو سوتی ہوں انکے انگن میں
دن مزے کے ہیں راتیں سہانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی
یاد ایسی بسی انکی من میں — بوئے خواجہ ہے میرے کفن میں
ہے یقیناً میری کامرانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی
ہوں شہنشاہ وہ ساتھ میرے — جاؤں طیبہ میں ہمراہ انکے
آرزو ہے یہ میری پرانی — اپنے خواجہ کی ہوں میں دوانی

■■■

عجب بے مثل ہے جود و سخائے شاہ جیلانیؒ
دیا سب کچھ جب دینے پہ آئے شاہ جیلانیؒ

شب مہ میں مہ بغداد کی آمد یہ کہتی ہے
فضائے نور اپنے ساتھ لائے شاہ جیلانیؒ

ادھر پیدا ہوئے اور دوسرے ہی روز سے روزہ
کرامت ہی کرامت بن کے آئے شاہ جیلانیؒ

خدا کے عاشق و معشوق دونوں غوث اعظمؒ ہیں
یہ رتبہ کس نے پایا ہے سوائے شاہ جیلانیؒ

لگائی قبر پر ٹھوکر تو مردہ ہوگیا زندہ
کرامت تھی کہ تھا اعجاز پائے شاہ جیلانیؒ

جہاں سے خضر نے بھی فیض پایا رہبری پائی
بلا شک ہے وہی دولت سرائے شاہ جیلانیؒ

جو بھوکا بھوک کو کردے جو پیاسا پیاس کو کردے
پسندِ حق نہ کیوں ہو یہ ادائے شاہ جیلانیؒ

شہنشا احترامِ غوث اعظمؒ سب پہ لازم ہے
خدا کا حکم ہے قوموا برائے شاہ جیلانیؒ

■■■

تو نے اے شاہِ قرن توڑے ہیں دنداں کتنے
رہ گئے ہو نگے جگر تھام کے شیطاں کتنے

دید نی جالی بھی گنبد بھی گلی کوچے بھی
دل تو ہے ایک مگر اس میں ہیں ارماں کتنے

کتنے محبوبوں کو ہمرا نبیؐ بھیج دیا
ہم پہ اللہ تعالیٰ کے ہیں احساں کتنے

قادری بو مرے قادر کو ہے کتنی پیاری
اس نے اس گل کے لگائے ہیں گلستاں کتنے

لوٹنے کے لئے آقا کی محبت کا مزا
دل میں عشاق کے روشن ہیں چراغاں کتنے

کیوں ارادہ ہے شہنشاہ سے ٹکرانے کا
تو نے دیکھا نہیں ہیں اسکے نگہبان کتنے

■■■

ہوائے کوئے مدینہ بہار کو بس ہے
کرم کی خوشبو ہمارے خمار کو بس ہے

تڑپ ضروری نہیں بس تجمل رہے بندہ
اک اشک رحمتِ پروردگار کو بس ہے

جنونِ شوق کرم سے کبھی نہو مایوس
کوئی ادا بھی پسند آئے یار کو بس ہے

ذرا سا کیف تمہارے کسی بھی عاشق کا
کسی بھی بزم کے حسن ونکھار کو بس ہے

وہ اور ہونگے جنہیں مانگنا ضروری ہے
مری خموشی سخاوت شعار کو بس ہے

ڈرا ہے اور نہ ڈرے گا غلام آقا کا
کرم نصیب اکیلا ہزار کو بس ہے

شہید اسکو کیا ہے تمہارے اشکوں نے
خوشی یہ دامنِ صد تار تار کو بس ہے

اک اینٹ ایسی کہ جس پر ہو نقشِ پا انکا
وہی ہمارے نشانِ مزار کو بس ہے

رہیں گے ہم تو محبانِ مصطفٰی کے ساتھ
گلوں سے قربِ شہنشاہ خار کو بس ہے

■■■

زاہد کے زہد و تقویٰ کی سوغات اور ہے
پروردۂ کرم کی مگر بات اور ہے

اک رات میں سما گئے سو لیلۃ القدر
جاناں کی دھن میں بیتی ہوی رات اور ہے

یہ ہم سے پوچھو کیسوں کو کیا کیا بنا دیا
ان کی نظر کا حسن طلسمات اور ہے

سر ٹیک لے کے لوٹتے ہیں سب کہاں کرم
ہوں انکا خانہ زاد مری بات اور ہے

خواجہ کی بات پوچھی تو ارشاد یہ ہوا
سب عظمتوں کو رہنے دے یہ ذات اور ہے

وہ مسکرا کے دیکھ رہے ہیں مری طرف
شاید مرے نصیب میں اک گھات اور ہے

بازی وفا کی آج شہنشاؔ لگا کے دیکھ
یہ جیت اور چیز ہے یہ مات اور ہے

■■■

ادا ادا پہ تری دل نثار ہوتا ہے
عجیب شوق ہے یہ بار بار ہوتا ہے

ہر اک کو شوق ستاتا نہیں مدینہ کا
کرم نصیب کا دل بیقرار ہوتا ہے

جمالِ یار سے محظوظ سب کہاں ہوتے
جو دیدہ ور ہے وہی اشکبار ہوتا ہے

فدائیت ہی کے جذبہ کا نام ہے ایماں
نہیں تو سارا جنوں داغدار ہوتا ہے

کسی کو جوش لٹاتا ہے پائے جاناں پر
کوئی حضور پہ دل سے نثار ہوتا ہے

جدھر ہے چاہ ادھر ہیں عنایتیں انکی
ہمیشہ عشق کو دہرا خمار ہوتا ہے

یہ کیسی بات بلائیں نہ لیں حضور کی ہم
کہیں جنون پہ بھی اختیار ہوتا ہے

اسی کا حق ہے شہنشاہ مژدۂ مع من
وفا شعار بڑا باوقار ہوتا ہے

فرماتے ہیں وہ ایسی عنایت کبھی کبھی
ہوتی ہے اپنے آپ پہ حیرت کبھی کبھی

دیکھی ہے ہم نے صورت یحییٰ میں دوستو
سرکارِ دو جہاں کی شباہت کبھی کبھی

قسمت سے آج صاحبِ کعبہ نظر میں ہیں
آتی ہے ایسے اوج پہ قسمت کبھی کبھی

ان کی نوازشات کے قابل نہیں مگر
ہم پر بھی ہو رہی ہے عنایت کبھی کبھی

مشتاق جنکی دید کا سارا جہان ہے
خوابوں میں دیکھتا ہوں وہ صورت کبھی کبھی

سرکار ہے غلام شہنشاہ آپکا
اس پر بھی کیجئے گا عنایت کبھی کبھی

■■■

آؤ آؤ پریشان حالو دیکھو آغوشِ رحمت یہی ہے
ہے یہ سرکارِ مختار کا گھر مرکزِ عینِ راحت یہی ہے

کیسے اعمال اور کیسا تقویٰ کچھ نہیں ہے حقیقت یہی ہے
غوثِ اعظم سے نسبت قوی ہے ہاں فقط ہمکو ہمت یہی ہے

یوں تو ہوں مستحق ہر سزا کا میرے سرکار او میرے آقا
نام لیوا تو ہوں آپ ہی کا ساری دنیا میں شہرت یہی ہے

اک سگِ آستاں ہی سہی میں، در کا دربان یونہی سہی میں
بیٹھے رہنے دو چوکھٹ پہ مجھ کو میری سرکار عزت یہی ہے

آستانوں میں بس آستانہ میرے سرکار کا آستانہ
کیسا دلکش ہے کیسا سہانہ گویا دنیا میں جنت یہی ہے

میں تجلیٔ کعبہ کا قائل، سمتِ کعبہ میں زاہد ترا دل
تو مقید ہے آزاد میں ہوں صرف فرق عبادت یہی ہے

انکی صورت کو تکتا رہوں گا نام انکا میں جپتا رہوں گا
تجھ کو واعظ خبر ہی نہیں ہے دیکھ اصل عبادت یہی ہے

جس نے بھی دیکھا میرے میاں کو کہہ رہا ہے یہی اے شہنشا
غوثِ اعظم کی صورت یہی ہے شاہِ بطحا کی صورت یہی ہے

■■■

۞

ٹیلی سوجارے سوجارے سوجا

شاید محمد خواب میں آئیں آتی ہے بوئے مدینہ ٹیلی

سوجارے سوجا ۔ سوجا

کرباب جبریل کا تو تصور جاناں کے قدموں میں سوجا ٹیلی

سوجارے سوجا ۔ سوجا

دنیا کی جھنجٹ سونے نہ دے گی گم یار کی دھن میں ہوجا ٹیلی

سوجارے سوجا ۔ سوجا

اے کاش آئیں سرکار خوباں جاگے ترا بھی نصیبہ ٹیلی

سوجارے سوجا ۔ سوجا

جاناں کی چوکھٹ بس ہے شہنشا کاہے کو ہونا رے تکیہ ٹیلی

سوجارے سوجا ۔ سوجا

■■■

خواجہ تری تابعداری سرداری ہے سرداری
اپنا تخیل یار کے سر بیماری ہے بیماری
بے ربطی اور اس پہ گھمنڈ مکاری ہے مکاری
ان کے دوانے کی ہر بات ہشیاری ہے ہشیاری
یار کی ہر ہر بات میں اک دلداری ہے دلداری
کوچہ خواجہ کیا بولوں پھلواری ہے پھلواری
سگ ہے شہنشا سگ ہے مگر درباری ہے درباری

■■■

مسدسات

❁

نور مطلق کی تجلی مرے سرکار ہیں آپ　　جس پہ قربان خدائی وہ طرحدار ہیں آپ
باعثِ کون ومکاں سید ابرار ہیں آپ　　آپ جو چاہیں کریں مالک ومختار ہیں آپ
آپ کے نور سے ہر چیز کی تخلیق ہوئی
انا من نور سے اس بات کی تصدیق ہوئی

ذات حق شکل بشر میں جو نمودار ہوئی　　محفل کون ومکاں مطلع انوار ہوئی
روح تالب میں نہاں صورت اسرار ہوئی　　خاک آدم وہیں سجدہ کی سزاوار ہوئی
خاک تو خاک ہے پھر خاک کو سجدہ کیسا
اصل میں نور ہی مسجود ملائک ٹھہرا

من رانی سے سمجھ میں تو یہی آیا ہے　　پالیا حق کو اسی نے جو انہیں پایا ہے
شق کیا چاند کو سورج کو بھی لوٹایا ہے　　تن بے سایہ کا بھی معجزہ دکھلایا ہے
ہر جہت آپکی تصویر کلام اللہ ہے
ہر عمل آپ کا تفسیر کلام اللہ ہے

کس پہ احسان نہیں اے شہ بطحا تیرا　　جسکو جو کچھ بھی ملا تیرے تصدق میں ملا
مصدر لطف وکرم کان عطا بحر سخا　　حق نگر تیری نظر تیرے قدم عرش رسا
از ازل تا بہ ابد تو ہے وسیلہ سب کا
کوئی رشتہ ہی نہیں جز ترے عبد و رب کا

جلوہ فطرت انساں کو ابھارا تم نے　　بے سہاروں کو دیا بڑھ کے سہارا تم نے
آدمیت کا مزاج اتنا سنوارا تم نے　　ذرہ ذرہ کو کیا عرش کا تارا تم نے

تم ہی سردار رسل ختم رسل ہو مولا
ہر زمانہ کیلئے مرکز کل ہو مولا

شافع روز جزا ہاشمی و مطلبی　　عالموں کیلئے رحمت ہیں رسول عربی
نطق قرآن ہے جن کا وہ ہیں امی لقبی　　چشم عالم میں نہ تھی حسن کی یہ بوالعجبی

زیر سایہ اسی سرکار کے ہم رہتے ہیں
جس کے دیدار کو دیدار خدا کہتے ہیں

ما رمیت آیت قرآن ہے پڑھو دیکھو　　ام معبد بھی ہے حیران کرم تو دیکھو
بھائی وہ آپ کے بھائی نہیں دیکھو دیکھو　　خود کو دیکھو ذرا اور شاہ امم کو دیکھو

دیکھ کر شکل بشر کھا گئے دھوکہ کتنے
لطف اندوز ہوئے محو تماشہ کتنے

اب تو نادان ذرا ہوش کے ناخن لے لے　　کتنی آیات ہیں اک تیرے سمجھنے کیلئے
اب بھی غفلت میں ہے تو ہوش کہاں ہے تیرے　　خواب غفلت سے ذرا جاگ خدا کے بندے

عشق محبوب خدا دل میں ذرا پیدا کر
تو ہر اک چیز کو پاسکتا ہے ان کو پاکر

کیوں حوادث سے پریشان ہے حیران ہے تو　　کتنا نادان ہے نادان ہے نادان ہے تو
ہو کے سرکار دو عالم کا پریشان ہے تو　　خوش نصیبی ہے تری صاحب ایمان ہے تو

چھوڑ بھی سب کو تجھے اس کا سہارا بس ہے
فضل مولا کے لئے جس کا اشارا بس ہے

آل واصحاب کے صدقے میں کرم فرمانا　　　گھپ اندھیرا ہے جو ماحول میں وہ چھٹ جانا
دور ماضی کا پھر اکبار پلٹ کر آنا　　　ڈوبے سورج کو تمہیں آتا ہے لوٹا لانا

چشم رحمت پہ ہے ہم سارے غلاموں کی نظر
کچھ نہیں چاہتے بس کن فیکون کا منتر

چشم مشتاق کی حسرت ہے کہ جلوہ دیکھے　　　آپ کا نقش قدم آپ کا روضہ دیکھے
وہ بھی سرکار کبھی کعبہ کا کعبہ دیکھے　　　آپ کے آئینہ میں نور خدا کا دیکھے

ہو عنایت کہ شہنشاہ کی بھی قسمت جاگے
آپ چاہیں تو ہر احساس مسرت جاگے

■■■

(جامعہ نظامیہ میں سنائی گئی مسدس)

ارفع و اعلیٰ ہے ہستی آپ کی ادراک سے　　　صاف ظاہر مرتبہ ہے آپ کا لولاک سے
کیا بیاں ہو آپ کی مدحت لب ناپاک سے　　　آپ کے در پر فرشتے آتے تھے افلاک سے

نعت کہنے چاہیے منہ میں زباں قرآن کی
یہ نہیں تو پھر کم از کم فکر ہو حسان کی

دعوئے اسلام کرلینا بہت آسان ہے　　　جائزہ لیکر تو دیکھو کسقدر ایمان ہے
کیا وہ جوہر ہم میں ہے ایمان کی جو جان ہے　　　یعنی عشق مصطفیٰ جو مومنوں کی شان ہے

ہو جو محشر میں بھی نعرہ یا رسول اللہ کا
بالیقیں ہم پر کرم ہوجائے گا اللہ کا

حق پرستوں میں صحابہ تھے رسول اللہ کے　　　وہ نمونے اب کہاں انکی مثالی چاہ کے
عشق میں ڈوبے ہوئے تھے شاہ عالیجاہ کے　　　اور کسی بھی حال میں قائل نہیں تھے آہ کے

چھوڑ کر گھر میں خدا کو اور نبی کے نام کو
دے دیا صدیق نے جو کچھ بھی تھا اسلام کو

وہ حسین ابن علی وہ سرور عالی مقام　　　صبر کا پہلو نہ چھوڑا جس نے کوئی نا تمام
جم گئے حق پر تو دنیا کا بدل ڈالا نظام　　　اسکو کہتے ہیں امام اور ایسے ہوتے ہیں امام

ایک اپنی جان ہی کیا گھر کا گھر قرباں کیا
رہتی دنیا تک مسلمانوں پہ وہ احساں کیا

عاشق صادق رسول اللہ کے حضرت بلال — عشق کی تصویر جو سر سے قدم تک بال بال

اف وہ استقلال وہ ایمان وہ پختہ خیال — پھر نہ دیکھی چشم عالم نے کہیں ایسی مثال

چلچلاتی دھوپ تپتی ریت اور ذکر احد

کیسے کیسے بندگان حق تھے اللہ الصمد

زندگی سیکھو صحابۂ رسول اللہ سے — پاسکو گے اپنی منزل کو انہی کی راہ سے

ربط ہے اس جامعہ کو مرد حق آگاہ سے — بزدلی کی کیا ضرورت ہے غلط افواہ سے

جذبہ ایثار اور بس عزم محکم چاہیے

کام کرنا ہے بہت کچھ گفتگو کم چاہیے

علم دیں کی آج تک کی اس نے خدمت جس قدر — اس سے ناواقف نہیں ہیں اہل فکر اہل بصر

ہاں اگر کیچڑ اچھالیں تو اچھالیں کم نظر — انکا شکوہ ہی غلط ہے وہ تو ٹھیرے بے خبر

جامعہ کا ہم کو روشن نام کرنا چاہیے

اپنا تن من دھن لٹا کر کام کرنا چاہیے

پھر رہے ہیں دولت ایماں کے ڈاکو کو بکو — تاک میں ہیں وہ تری، ہے انکو تری جستجو

سانس جب تک ہم میں باقی ہے یہ رکھ لے یاد تو — کیا مجال ان کی جو تیرا نام بھی لیں بے وضو

جس کا حافظ ہو خدا اس کا بگاڑے کیا کوئی

کیا بگاڑے گا بھلا اے جامعہ تیرا کوئی

مرحبا صل علی اس باغ کا ہوں خوشہ چیں — گوشہ گوشہ جس کا ہے گہوارۂ دین مبیں

یہ حقیقت ہے تعلی اسمیں رتی بھر نہیں — ناز کرتی رہتی ہے اس پر دکن کی سرزمیں

ہے یہاں ہر ایک وابستہ شہ لولاک سے

فیض آتا ہے یہاں اس بارگاہ پاک سے

زندگانی جس کی فیضان فضیلت جنگ ہے　　فکر حیراں ہے کہ اسکا مالیہ کیوں تنگ ہے
عقل پر پردے پڑے ہیں یا دلوں پر زنگ ہے　　اہل خیر اتنے ہیں اور بے سود ہر آہنگ ہے

بدنصیبی کا گلہ کس سے کریں کیسے کریں
اور رہا جاتا نہیں خاموش بھی کیسے رہیں

جامعہ کے فیض کا ہے کون جو قائل نہیں　　ہاں یہ ممکن ہو کہ پیدا ہو غلط فہمی کہیں
کیا بھلا سارا جہاں ہے اور برائی ہے وہیں　　زخم کھل جائیں گے دل کی بات رہنے دو یہیں

جیب سے پائی نہیں دیتے مگر نقاد ہیں
جھوٹی تنقیدیں فقط بیکار شکوے یاد ہیں

دین اور ایمان کی اپنے حفاظت کیجئے　　لے رہا ہے روپ شیطاں کیسے کیسے دیکھئے
لوٹنے کا اس لٹیرے کو نہ موقع دیجئے　　خواب غفلت تا بہ کے اٹھو خدا را جاگیے

جب عقائد لٹ چکے پھر کیا رہا ایمان میں
ہے عمل پر آمنو کو فوقیت قرآن میں

یا رسول اللہ کرم کی چاہیے اب اک نظر　　آپ کے ہوکر پریشاں حال ہیں ہم کس قدر
ہم بُرے بے حد برے ہیں اس میں کیا شک ہے مگر　　نام لیوا ہو کے ہم سرکار کے جائیں کدھر

چشم رحمت چاہیے یا رحمۃ للعالمیں
پار ہوجائے گا پھر بیڑا ہمارا بالیقیں

میرے آقا یہ بھی بندہ بندۂ سرکار ہے　　حال اس کا سیدی ناقابل اظہار ہے
پر خطا ہے اپنے عصیاں کا اسے اقرار ہے　　پیارے آقا اک توجہ آپکی درکار ہے

مانگ سکتا ہے شہنشاہ کیا عنایت کے سوا
کچھ نہیں اس کا سہارا چشم رحمت کے سوا

■■■

ذات کے نور کی پوشاک ہیں غوث الاعظم　　جلوہ خالق افلاک ہیں غوث الاعظم
جانشین شہ لولاک ہیں غوث الاعظم　　ماورائے حد ادراک ہیں غوث الاعظم

غوث کے سامنے ہر ایک کی گردن خم ہے
جتنی تعریف کرو انکی یقینا کم ہے

لا تخف مژدہ مریدوں کو سنایا جس نے　　خوف اور حزن مٹایا ہے ہر ایک کا جس نے
اپنی قدرت کا دکھایا ہے تماشہ جس نے　　ہر طرح اپنے غلاموں کو نبایا جس نے

میں اسی سید کل مظہر قادر کا ہوں
لاکھ کمتر سہی نسبت تو بڑی رکھتا ہوں

وصف میں جنکے الا ان سے ناطق قرآں　　ہیں وہ اللہ کے ولی ہی حقیقی انساں
اور ان میں بھی اک ذات ہے ایسی پنہاں　　سب کے سلطان ہیں جو سب کے ہیں پیر پیراں

منفرد سب میں ہے کچھ ایسا وہ محبوب خدا
پھر نہ اس شان کا اس حسن کا دیکھا نہ سنا

آج اس حسن مکمل کی ہے آمد کی شب　　جسکی مشتاق ہے کونین وہ محبوب رب
منتظر جسکے ہیں اقطاب ولی سب کے سب　　فیض بخش دوجہاں نور شہنشاہ عرب

جس نے چمکایا ہے پھر دین کو ہو کر ظاہر
نام اس حسن مکمل کا ہے عبد القادر

قم باذنی سے کیا مردوں کو جس نے زندہ   وہ مرا غوث مرا پیر ہے میرا آقا
دست قدرت کا دکھایا ہے تماشہ کیا کیا   مجھ کو بتلادے اگر پیر ہے کوئی ایسا

زندگی بخش کہاں ہوتے ہیں انساں ایسے
یہ نہ باور ہوتو ان کا کوئی ہو کر دیکھے

رتبہ غوث سمجھنا کوئی آسان نہیں   اپنے جیسا نہ سمجھ انکو تو نادان کہیں
انکے در پہ تو جھکی اہل بصیرت کی جبیں   ہیں وہ محبوب خدا فرش نشیں عرش مکیں

کیسے کیسے یہاں آتے ہیں بصد عجز وادب
یہ در غوث ہے کاشانہ محبوب رب

■■■

جس کی آنکھوں میں مرے پیر کا کاشانہ ہے　　اس کا دل خانہ کعبہ ہے نبی خانہ ہے
جو مرے غوث مرے پیر کا دیوانہ ہے　　اہل دل کہتے ہیں لا ریب وہ فرزانہ ہے

زندگی بخشی ہے اللہ نے جسکی خاطر
اور کیا شئے ہے بجز الفت عبدالقادر

ساری دنیا کے بڑے پیر ہیں غوث الاعظم　　جلوہ گر آپ میں ہے شانِ رسول اکرم
آپ کے تابع فرماں ہے یہ سارا عالم　　رکھتے ہیں اہلِ نظر آپ سے نسبت محکم

آج بھی جس کو وہ جو چاہے بنا سکتے ہیں
دونوں عالم کے خزانوں کو لٹا سکتے ہیں

آپکی جبہ میں ہے نور محمد ﷺ روشن　　آپ ہیں جلوہ محبوب خدا کا درپن
نورِ سبطین نبی یعنی حسین اور حسن　　آپکا دامن اقدس ہے نبی کا دامن

آپ کے دامن اقدس سے جو وابستہ ہے
اسکے ہاتھوں میں ہے کونین خدا اسکا ہے

ہم تو ہیں آپ کے سرکار غلاموں کے غلام　　جپتے رہتے ہیں بہر حال فقط آپ کا نام
ہم غلاموں کی نظر آپ پہ ہے صبح وشام　　ہم کو بھی چاہیئے سرکار کا فیضانِ عام

ہوسکی ہم سے ریاضت نہ عبادت آقا
ہم گنہگار ہیں محتاج عنایت آقا

دیجئے حسن ازلِ نورِ اتم کا صدقہ　　آل و اصحاب شہنشاہ امم کا صدقہ
وہ جو ہیں عرش رسا انکے قدم کا صدقہ　　چاہیئے آپکے بھی دست کرم کا صدقہ

ہے شہنشاہ بھی محتاج ' کرم فرمانا
اسکی جھولی بھی مرے پیر بس اب بھرجانا

■■■

غلامانِ محی الدیں کو یادِ غوث آئی ہے وہ خود آئے نہیں ہیں انکو نسبت کھینچ لائی ہے
ترے بندوں نے مولا تیرے در سے لولگائی ہے کرم کر یا الٰہی عبد قادر کی دہائی ہے

تو قادر ہے ہر اک شئے پر کھڑے ہیں جھولیاں لے کر
ترے در کے سوا جائیں تہی دامن کہاں لے کر

سہارا بے کسوں کا صرف تیری حول وقوۃ ہے تو جو چاہے کرے مختار سب کچھ تجھ میں قدرت ہے
گناہوں میں ہیں آلودہ بُری ہم سبکی حالت ہے اسی باعث تری اک چشم رحمت کی ضرورت ہے

گنا ہیں بخشنے والے چھپانے والے عیبوں کے
ترے قربان اے واحد سہارے بے سہاروں کے

اسی کو یاد آتے ہیں محی الدین جیلانی مقدر میں لکھا ہوتا ہے جس کے فضلِ رحمانی
الٰہی دے ہمیں بھی الفت محبوب سبحانی ہمیں بھی یاد آتے جائیں وہ سرکارِ لاثانی

انہی کی دھن دوائے درد دل ہے ہم غریبوں کی
ہماری چارہ سازی کو نہیں حاجت طبیبوں کی

وہی خوش بخت ہے نسبت ہے جس کو شاہ جیلاں سے مبارک ہے وہ دل خالی نہیں جو انکے ارماں سے
انہیں کے در کے ہیں ہم بھی خدا کے فضل واحساں سے وہی محبوب رب محبوب ہے ہمکو دل وجاں سے

سلامت جسکی نسبت ہے اسی کا پار بیڑا ہے
نہیں تو بحر غم ہے اور طوفاں کا تھپیڑا ہے

شہنشا کیا کہوں برکت ہے کتنی قادریت میں مزا ملتا ہے دل کو غوث اعظم کی محبت میں
غلاموں کا بھی انکے دخل ہوجاتا ہے قدرت میں مگر جو انکے ہوجاتے ہیں صورت اور سیرت میں

پھر اسکے بعد اس آقا کی نسبت پوچھنا کیا ہے
کہ جس کے اک اشارہ پر فلاح دین ودنیا ہے

■■■